

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

ستائیس واں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 29 مارچ 2016ء بروز منگل برطابق 19 جمادی الثانی 1437 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
04	وقفہ سوالات۔	2
14	رخصت کی درخواستیں۔	3
21	باضابطہ شدہ تحریک التوائنمبر 1 پر مجموعی عام بحث۔	4

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر----- میڈم راحیلہ حمید خان ڈرانی

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب محمد اعظم داوی
ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔ جناب عبدالرحمن
چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 29 مارچ 2016ء بروز منگل بمطابق 19 جمادی الثانی 1437 ہجری، بوقت شام 04 بجکر 52 منٹ پر زیر صدارت میڈم راحیلہ حمید خان ڈرانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَبَلَوْنَكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالشَّمْرِاتِ ط
وَبَشِيرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ط
أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٦﴾

﴿پارہ نمبر ۲ سورۃ البقرۃ آیات نمبر ۱۵۵ تا ۱۵۷﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اور البتہ ہم از مائیں گے تم کو تھوڑے سے ڈر سے اور تھوڑی سی بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے اور خوشخبری دے ان صبر کرنے والوں کو۔ کہ جب پہنچے ان کو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں پر عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر۔
وَمَا عَلَّمْنَا إِلَّا الْبَلَاغَ۔

میڈم اسپیکر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ جوکل لاہور کا سانحہ ہوا تھا اُن کے لئے کہ جو شہید ہوئے ہیں اُن کیلئے فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔

(دعاے مغفرت کی گئی)

میڈم اسپیکر: جی ولیم برکت صاحب۔

جناب ولیم جان برکت: اس سانحہ میں تقریباً 12 کرپشن بھی شہید ہوئے ہیں اس کے علاوہ درجنوں زخمی ہیں۔ میری درخواست ہے کہ اگر اُن کیلئے بھی ایک منٹ کیلئے خاموشی اختیار کی جائے۔

(ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی)

میڈم اسپیکر: وقفہ سوالات۔ جناب انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب اپنا سوال نمبر 181 دریافت فرمائیں۔ انجینئر زمرک خان صاحب تشریف نہیں لائے ہیں؟ اسی طرح میرے خیال میں اُنکے تمام سوالات جو ہیں وہ اگلے سیشن کے لئے ڈیفر کیئے جاتے ہیں۔ 181 سے 258 تک۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): دو دفعہ پہلے بھی یہ defer ہو چکے ہیں یہ P&D والے۔ ابھی جو بھی آپ کی رولنگ ہے، صحیح ہے۔

میڈم اسپیکر: جی اُنہوں نے باقاعدہ درخواست کی تھی شاید اُنکی family کا کچھ مسئلہ ہے۔ سردار عبدالرحمن کھیتراں صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 242 دریافت فرمائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں No supplementary.

میڈم اسپیکر: جناب سردار عبدالرحمن کھیتراں: صاحب اپنا سوال نمبر 243 دریافت فرمائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں Question Number 243

سردار عبدالرحمن کھیتراں میڈم اسپیکر! میری گزارش ہے P&D Minister سے کہ kindly میری رہنمائی کریں گے کہ اس بلوچستان اسمبلی کی خواتین اور اقلیت کو چھوڑ کر کل کتنے حلقے ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: میرے خیال میں یہ 51 حلقے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جواب اُنہوں نے دے دیا۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں جی میڈم۔

میڈم اسپیکر: اُنہوں نے کہا 51، خیال میں مطلب۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں آپکا good office کیا کہتا ہے کہ total کتنے جو منتخب ہو کر آئے ہیں؟
speacial seats نہیں۔

میڈم اسپیکر: مطلب گیارہ ہماری women ہیں اور دو minorities ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں تو یہ 52 حلقے ہو گئے۔ وہ کہہ رہے ہیں 51۔ تین minorities ہیں۔

میڈم اسپیکر: تین minorities sorry

سردار عبدالرحمن کھیتراں 51۔

میڈم اسپیکر: جی 51۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں یہ اپنے جواب میں کہہ رہے ہیں، ایک اسکیم بنام water

management program, water courses تالاب وغیرہ کے نام سے۔ PSDP

2015, 2016ء میں انہوں نے 1500 million رکھے۔ اور آگے فرما رہے ہیں کہ یہ 41 حلقوں پر

تقسیم کئے جا چکے ہیں جس کی مجاز اتھارٹی نے منظوری دی ہے۔ یہ list میں منسلک ہے۔ اب مزے کی بات یہ

ہے کہ وہ سو تیلی ماں والی اور وہ کیا ہے۔ یہ حلقے کا کیا تصور ہے؟ PB-1, PB-2, PB-3, PB-4,

PB-5, PB-6 سات گم ہیں بیچ میں۔ PB-7 گم ہے۔ PB-1, PB-9 گم ہیں۔ 10 سے شروع

ہوتا ہے گیارہ۔ پھر 12 گم ہے۔ 13, 14 پھر 15 گم ہے۔ پھر 16 ہے۔ 16 کے بعد 17, 18 گم ہیں۔

پھر 19 ہے پھر PB-20 گم ہیں، 21, 22, 23, 24, 25, 26, 27, 28, 29, 30, 31, 32,

33, 34, 35 پھر گم ہیں۔ 36 پھر ہے 37 پھر گم ہے۔ 38, 39, 40, 41, 42, 43, 44, 45, 46, 47,

48, 49, 50 یہ 10 حلقے اس میں، جو منتخب نمائندوں کے حلقے ہیں۔ میڈم اسپیکر! میری راہنمائی کریں گے

Minister P&D کہ یہ 10 حلقوں کے MPA's صاحبان اسمبلی رکنیت چھوڑ چکے ہیں یا انکا وہ پنجاب

سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ یا اسلام آباد سے منتخب ہو کے آئے ہیں کہ انہوں نے باقی حلقوں پر 41 پر تو

1500 Million تو بانٹ دیئے۔ اور بڑے اچھے طریقے سے 36, 36, 36, 36, 36 ایک

حلقے کو تھوڑا سا 579 کیا۔ باقی 36.5, 558, 558۔ یہ تھوڑا سا بتائیں پھر میں آگے چلتا ہوں

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: بڑی مہربانی۔ معزز رکن نے جس طرف اشارہ کیا ہے۔ میرے خیال میں

اُسکو بھی اچھی طرح پتہ ہے اور گورنمنٹ کو بھی کہ جو MPA's منتخب ہوتے ہیں۔ اس میں گورنمنٹ پالیسی کے

مطابق اپوزیشن کو اپنا share ہم دیتے ہیں۔ باقی رہ گئی یہ block allocation اور اس چیز نے تو

گورنمنٹ کی یہ۔۔۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کی آواز نہیں آرہی۔ ذرا زور سے بات کریں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: آپ کی مائیک ٹھیک نہیں ہے، ورنہ میں تو اپنے اُس پر بول رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی جی please تھوڑا سا زور سے بولیں۔ میری آواز بھی اسی طرح ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جو 'MPA' کیلئے ہوتا ہے اُس میں انکا share ہم گورنمنٹ کی پالیسی کے

مطابق دیتے ہیں۔ خُدا نہ کرے ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ کوئی MPA جو اپنی سیٹ خالی کر چکا ہے یا کدھری

چلا گیا ہے۔ نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ سب کو ہم نے انکا اپنا شیئر دے دیا ہے۔ گورنمنٹ کی پالیسی کے

مطابق جو block allocation ہے وہ ہم نے گورنمنٹ کی اُس پر تقسیم کی ہے۔ جو اس اسمبلی کے وجود میں

آنے سے آج تک یہ سلسلہ جاری رہا ہے۔ یہ ایسی بات نہیں ہے کہ انکو نہیں ہے پتہ۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب! آپ کا جواب آگیا۔ سردار صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے

اپنے حساب سے دیدیا۔ جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میں اُسی پر گزارش کرونگا۔ ڈاکٹر صاحب بجا فرماتے ہیں کہ ایک چھوٹی سی

مثال میں دونگا، وہ میرے حلقے میں دو بہنوں کی شادی تھی۔ ایک اُس کے گھر میں، ایک اُسکے گھر میں۔ وہ اُسکے

بھائی کے پاس، وہ اُسکے بھائی کے پاس۔ تو ایک دفعہ وہ ایک جو بھائی کو بیاہی ہوئی تھی ایک دفعہ بھاگی۔ دوسری

دفعہ بھاگی۔ تو تیسری دفعہ جو بیاہی ہوئی تھی وہ بھی بھاگ گئی۔ تو جب میرے پاس فیصلہ آیا تو میں نے کہا تم کیوں

بھاگی ہو؟ تو اُس نے کہا کہ وہ میری بھائی کی جو بیوی تھی دو دفعہ بھاگی۔ تو اسی لیے میں نے ضد میں یہ کیا۔ ہم

مانتے ہیں کہ یہ جو موجودہ treasury benches ہیں، یہ ڈھائی سال جو گزار چکے ہیں۔ یہ تو زَم زَم سے

صاف شدہ ہیں۔ ہم انکو تسلیم کر لیتے ہیں۔ بات یہ ہے میڈم اسپیکر! یہاں یہ کہتے ہیں کہ یہ حکومت کی پالیسی ہے۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: سردار صاحب! آپ نے پوچھا تھا کہ تم کیوں بھاگی ہو؟ اُسکے پیچھے ضرور کسی مُرد

کا ہاتھ ہوگا۔ تو وہ بھاگی ہوگی۔ آپ نے دوسرے والی سے پوچھا یا پہلی والی سے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: شمع بی بی میں پھر آ پکوا اسپیکر چیئر میں بتا دوں گا کہ میں نے کیا کیا۔ پھر وہ کیسے

adjust ہو گئیں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: نہیں آپ یہیں پر بتادیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: یہیں پھر وہ گڑ بڑ ہو جائیگی وہ تھوڑی سی لمبی اسٹوری ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں نہیں سردار صاحب please۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں جب اُنکو ڈنڈے پڑے تو وہ دونوں اپنے اپنے گھروں میں آباد ہو گئیں۔ بات یہ ہے میڈم اسپیکر! ہم لوگ تو چلیں خیر ہے اپوزیشن میں ہیں۔ ہم بڑے گندے لوگ ہیں معذرت کے ساتھ۔ ہمارے حلقے کا کیا تصور ہے؟ چلیں آپ خواتین کی، بقول ان کے کہ With due apologies XXXXXX-XXXX-XXXXXX ہم تو منتخب ہو کر آئے ہیں جی۔ XXXXXX-XXXX-XXXXXX کم از کم ہمارے حلقے کو، اگر اپوزیشن کا ممبر۔۔۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: میڈم اسپیکر! میرے خیال میں۔

میڈم اسپیکر: یہ غیر پارلیمانی الفاظ حذف کیئے جائیں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: سردار صاحب! ہمیں آپ سے یہ اُمید نہیں تھی کہ آپ ایسے الفاظ بولیں گے۔ سردار صاحب آپ نے جو الفاظ کہی ہے، ہماری پارٹی ایک ایسی پارٹی ہے جس میں خواتین ونگ موجود ہے۔ وہ باقاعدہ اُن کی کارکردگی کو دیکھ کر جس طرح سینئر منتخب ہوتے ہیں، اس طرح منتخب ہوتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: تو میں نے کب آپ کو X کہا ڈاکٹر صاحبہ۔ میں نے quote کیا۔ یہ بات اُن کی طرف سے میں نے quote کی ہے، میں نے نہیں کہا۔

میڈم اسپیکر: آپ دونوں آپس میں بات نہ کریں پلیز۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ please تشریف رکھیں، میں اس کو clear کرتی ہوں۔ سردار عبدالرحمن کھیتراں صاحب نے quote کیا کہ لوگ یہ کہتے ہیں، غیر پارلیمانی الفاظ حذف کیئے جائیں۔ اور یہاں میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ جو بھی کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے اسلئے کہ ہمارے طریقے کار وومن کی جو selection کا طریقہ کار ہے وہ یہ ہے اگر اُنکی selection کا طریقہ کار گورنمنٹ کوئی اور جو گورنمنٹ جو ہے وہ وضع کریگی تو ہم اُسی طریقے سے آئیں گے۔ وہ جنرل سیٹس پر ہمیں ٹکٹ دیگی۔ تو ہم جنرل سیٹس پر آئیں گے۔ ہمارا طریقہ کار ہی الیکشن کا یہ ہے تو ہم اُسی طریقے سے آتے

ہیں۔ Thank you۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: agreed، میری دوسری رائے نہیں ہے۔ میں تو احترام کر رہا ہوں میں تو کہتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی، جی آپ نے quote کیا۔ جی continue کریں۔

بحکم میڈم اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ XXXXXXXXXXXX کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! 10 حلقوں کو سزا دینا اور ابھی آپ کی رولنگ ہے کہ آپ لوگ عوام سے ووٹ لیکر آئے ہیں، آپ اپنی ability پر، پارٹی کی contribution پر آپ لوگ منتخب ہو کے آئے ہیں تو یہ سوتیلی ماں والی جو رویہ ہے یہ 14 لوگوں کے ساتھ کیوں؟ اس پر ہم کورٹ جائیں گے۔ ہمارے حلقوں کو کیوں نہیں دیا گیا ہے، ہم اپوزیشن والے، اب یہ جو بھی سمجھتے ہیں، ہم برے لوگ، کرپٹ لوگ جو بھی ہمارے حلقے تو کرپٹ نہیں ہیں وہاں تو باضابطہ ووٹرز ہیں وہاں تو عوام ہے، کیا یہ حلقے، وہاں زراعت نہیں ہے، وہاں زمینیں نہیں ہے، وہاں پانی کے sources نہیں ہیں۔ یہ کیوں کیا گیا ہے؟ اور کیا آئین کی کونسی شق یہ کہتی ہے کہ ٹریڈری پنچر میں بیٹھ کر بندر بانٹ کریں یہ۔۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب question پوچھیں آپ۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: جی میں یہی پوچھ رہا ہوں اُس سے کہ یہ reason quote کریں، آئین پاکستان کے تحت، اس اسمبلی کے قانون کے تحت کہ جی یہ 14 لوگ ہم نہیں دیتے ہیں، یہ جو بلاک ایلو کیشن ہے ہم اپنی مرضی سے بندر بانٹ کرینگے مجھے اُس میں مطمئن کریں یہ۔ نہیں تو میں اس پر احتجاج کرتا ہوں۔ اور میں فلور آف دی ہاؤس سے کہہ رہا ہوں کہ میں کورٹ میں جاؤنگا۔ پھر کل یہ کہیں گے کہ جی یہ چیزیں آپ کورٹ میں لے گئے۔ اور ہماری پی ایس ڈی پی رُک گئی اور ہماری ڈویلپمنٹ رُک گئی، یہ کیوں ہو رہا ہے ہمارے حلقوں کا کیا قصور ہے؟ چلیں ہم اپوزیشن، اور اپوزیشن یہ تو ٹھیک ہے کہ ہمیں ذاتی مراعات کچھ نہ دیں اور نہ ہم ان سے مانگتے ہیں۔ ہمارے حلقوں کو کس بات کی سزا دی گئی ہے یہ بتائیں ذرا؟

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب آپ بولنا چاہ رہی تھی۔ please بولیں۔

ڈاکٹر قیوم سعید ہاشمی: ڈاکٹر مالک صاحب تشریف رکھتے ہیں، پچھلی مرتبہ گرین بلوچستان، ایک پیکیج آیا تھا تو اُس میں minority and reserved seats والوں کو انہوں نے کچھ نہیں دیا۔ اس مرتبہ میرے خیال میں آج اخبار میں پڑھا ہے کہ پھر حکومت بلوچستان نے 1 ارب 70 کروڑ روپے مانگے ہیں۔ As a Speaker میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ اس وقت اگر آپ reserved seats پر ہوتے ہوئے اسپیکر بیٹھ کے بن سکتی ہیں، تو ایک reserved seats پر خواتین ہیں، minorities ہیں ان کو گرین بلوچستان میں پچھلے سال کے بھی دیئے جائیں اور اس سال بھی دی جائیں۔

میڈم اسپیکر: مجھے جہاں تک یاد ہے ڈاکٹر صاحب! آپ اُس دن Chair کر رہی تھیں اور یہیں اسی قسم کی گفتگو آئی تھی۔ اور اُس میں میرے خیال میں آپ نے رولنگ دی تھی کہ تمام reserved seats ہیں اُنکو

equal right دیا جائیگا۔ یہ آپکی رولنگ ہے۔ تو اسمیں already ایک رولنگ ہے۔ جس پر آپ نے یہ، یہ میرے خیال میں جو concerned departments ہیں، انکو بڑے انصاف سے اس چیز کو دیکھنا چاہیے۔ When the reserved seats have the equal rights for the vote. اور جو اُنکے تمام equal rights ہیں، تو اسکو اس انداز میں نہیں دیکھنا چاہیے، جس طرح دیکھا جا رہا ہے۔ اگر selection of the system کو جو دیکھا جائے تو سینٹرز کا بھی اسی طرح سسٹم ہے، تو کیا ہم اُنکے ساتھ بھی اس طرح کا برتاؤ کریں گے؟ تو میرے خیال میں ہماری گورنمنٹ نے تو ایک اچھی روئے اپنائی ہے اور انہوں نے اس وقت equal rights کے ہوتے ہوئے جو ہم بار بار یہ reserved seats کہہ رہے ہیں، میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ ایک طریقہ کار ہے ہمارے انتخاب کا، کوئی اسمیں اچنبھ کی بات نہیں ہے۔ یہ ہماری گورنمنٹ نے واضح کی ہوئی ہے۔ اگر کوئی اور طریقہ کار ہوگا تو ہم اُس طرح سے آجائیں گے، جنرل سیٹس پر ہونگے تو ٹکٹ دیں گے تو اُس طرح آجائیں گے۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ ہماری تمام coalition partners نے ایک خاتون کو اگر اسپیکر بنایا ہے تو یہ بھی اُنکی ایک بہت اچھی اور بہتر طریقہ کار ہے۔ اور reserved seats پر۔ تو یہ یقیناً اُنکی ایک broad mindness ہے۔ اور مجھے اُمید ہے جو ایگزیکٹو فیصلے ہیں، اسمیں بھی یقیناً ڈاکٹر صاحب نے بھی جو last government میں تھا، یہ اسمیں صرف ایک فنڈنگ کی بات نہیں ہے۔ یہ ہمارے تمام fields میں اُنھیں ایک respect دینے کی بات ہے۔ اور انہوں نے دی ہے۔ چھپلی گورنمنٹ نے بھی دی ہے اور اس گورنمنٹ نے بھی دی ہے اور اپوزیشن کے اراکین بھی ہمیں بہت عزت و احترام کے ساتھ ہمیں دیکھتے ہیں۔ لیکن میں یقیناً یہاں ایک رولنگ دینا چاہتی ہوں کہ آپ لوگ ہمارے جتنے بھی ایگزیکٹو ڈیپارٹمنٹس ہیں ناں صرف ممبرز کیلئے، ووٹن ممبرز کیلئے، بلکہ جتنی بھی جیسے jobs ہیں، کوئی اور چیز ہے، جسمیں ہمارا ایک خاص مقام رکھا جاتا ہے، کوٹہ رکھا جاتا ہے۔ اسمیں آپ ہمیں equal treat کریں۔ میرے خیال میں آئین پاکستان میں بھی ہمیں یہ right دیا گیا ہے کہ تمام مرد، عورت جو ہیں وہ اس حوالے سے برابر ہیں۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ جتنے بھی ہمارے پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ ہے یا کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ ہے، اگر اسمیں ہیں، تو اُنھیں equal treat کیا جائے۔ Thank you۔۔۔ (مداخلت) جی۔ میں نے کہہ دیا، میں نے اپنی رولنگ میں کہہ دی کہ پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ سمیت تمام ڈیپارٹمنٹس جو ہیں، women representations جتنی بھی ہیں، چاہے وہ اس اسمبلی میں ہیں یا کہیں کوئی jobs کے حوالے سے ہیں، وہ جو ہیں اُنہیں equal treat کریں کیونکہ

Constitution of Pakistan ہمیں equal rights دیتا ہے۔ Thank you۔ جی۔

ڈاکٹر شمع اسحاق: 14, 15 والا بھی جناب اسپیکر صاحب۔

میڈم اسپیکر: جی ابھی کیونکہ وہ چل رہا ہے، اُن کا سوال ہے تو درمیان میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں دے سکتی ہوں۔ جی آپ please۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: معزز رکن اپنے سوالات کر رہا تھا، یہ آپ نیا tradition قائم کر رہے ہیں کہ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر encourage کیا۔ تو یہ۔

میڈم اسپیکر: وہ اصل میں بعض دفعہ ایسی جذباتی بات ہو جاتی ہے جس کو ہم نے، میری اجازت کے بغیر کھڑی ہو گئی وہ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: دیکھیں! question hour کے بعد بھی یہ ہو سکتا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں بالکل۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: میں آپ سے یہ ریکورسٹ کرونگا کہ پارلیمنٹ کو اپنے ضابطے سے چلائیں کہ question hour میں پوائنٹ آف آرڈر ہوگا تو میں کس کو جواب دوں۔

میڈم اسپیکر: چونکہ اُس سوال سے متعلق تھا اس لئے میں نے اجازت دے دی۔ جی۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: میڈم اسپیکر! میں جواب دینا چاہتا ہوں، اُن کا دے دوں یا ان کا یہ آپ رولنگ دے دیں

میڈم اسپیکر: نہیں ڈاکٹر صاحب آپ مہربانی کریں سردار صاحب کا جواب دے دیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: یہ بات سمجھنے کی ہے، یہ کہ آپ رولنگ دے دیتے ہیں یا جو کچھ بھی کرتے ہیں

ہم۔ We will woo to that. لیکن میں as a اور as a Member Assembly

Member پشٹونخواہ ملی عوامی پارٹی، میں قطعاً repeat ان ایم پی ایز میں سے کسی کے بھی privilege

کو hurt نہیں کرونگا۔ خواہشات اور چیزیں ہیں۔ یہ فنڈز جو ہیں یہ پچھلے پی ایس ڈی پی کا ہے پچھلی گورنمنٹ

نے، پچھلے سال میں ہمارے چیف منسٹر نے اسکو اسی طرح تقسیم کیا تھا 41 پر اور یہ funds release

ہو گئے تھے۔ یہ فنڈز ایم پی ایز کو یعنی متعلقہ حلقوں کو پہنچ چکے تھے۔ بعض ٹینڈر بھی ہو چکے تھے۔

The Honorable Ex-Chief Minister is sitting there. I pleaded the

case of the Member to whom these has been awarded. اسکو، 15 سو

کو ساڑھے چار سو پر لاکے کر دیا۔ ساڑھے چار سو ملین۔ کیا ہمارے ایم پی ایز اور ہماری پارلیمنٹ اس رویے کو برداشت کر سکتا ہے؟ میں نے ریکورڈ کی تھی، Very humble request کی کہ بھائی! جو ہم لوگوں نے دیئے ہیں۔ جو ایم پی ایز کو یا حلقوں کو ریلیز ہو چکے ہیں، How can I dare as a Minister. اس ایم پی ایز سے کاٹیں اور اس ایم پی اے سے کاٹیں اور فلاں کو دے دیں۔ میں نے یہ چیز کہا کہ بھائی یہ جس طرح تقسیم ہو چکا ہے۔ یہ اسی طرح تقسیم ہوگا، اور جس کو بھی grievances ہونگی۔ اُن کیلئے اگر چیف منسٹر کی یہ خواہش ہے کہ اُن کو دے جائیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تو اُن کو بھی دے دیتے ہیں۔

Sardar Muhammad Aslam Bizenjo Sahib is not here, so as long as. کہ ایک فیصلے کو totally کاٹیں، دوسرے کو implement کریں شاید میں یہ کبھی نہیں کرونگا۔ یہ معلومات ہونی چاہیے۔ ٹھیک ہے آپ کی seat پر لوگ بیٹھے تھے، رولنگ دی۔ یہ ہم تقسیم کر چکے تھے۔ ابھی میں سردار مصطفیٰ خان سے کاٹوں کہ جی فلاں نے رولنگ دی ہے۔ رولنگ برسروچشم، گورنمنٹ ہے، گورنمنٹ بیٹھ جائیگی، چیف منسٹر صاحب دیکھ لیں گے اس چیز میں۔

If they decide that, we will provide to the ruling Party ladies, I will woo to that. ایسی کوئی بات نہیں ہے، نہ اسمیں کوئی غیر جمہوری بات ہے۔ مجھے اکیلے یہ تمام پارلیمنٹ کے حکمرانوں کے privilege کو میں اس طرح hurt کروں گا۔ کہ جی! آپ سے کاٹ کے میں دوسرے کو دینا چاہتا ہوں کیونکہ رولنگ آئی ہے۔ تو رولنگ آئی ہے۔

We will communicate it to the Chief Minister. You can do it yourself. کہ بھائی فلاں کو بھی دینا چاہیے جو رہ گئے ہیں۔

میڈم اسپیکر: رولنگ جو آئی ہے ڈاکٹر صاحب! وہ equal treatment کی آئی ہے۔ آپ ابھی کریں یا نہ کریں That is on you. لیکن ہم نے رولنگ یہ دی ہے کہ آپ خواتین ممبرز، یعنی جو بھی reserved seats ہیں آپ اُنکے ساتھ equal treatment کریں in any case۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: میں آپ کو یہ کہہ رہا ہوں کہ جو ہم نے تقسیم کئے تھے، اُنکو میں کسی بھی ایم پی ایز سے نہیں کاٹ سکتا ہوں۔ I will never be responsible hurting the privilege of

a single MPA. How could I do it for party concern?

میڈم اسپیکر: سردار صاحب آپ کا کوئی اور سپلیمنٹری۔ جی محترمہ شمیمہ صاحبہ۔

محترمہ ثمنینہ خان: میڈم اسپیکر! اسی حوالے سے، اس پر میرے خیال میں اتنی بحث کی ضرورت نہیں ہے، اگر یہ reserved seats کو دے بھی جائیں تو بھی یہ پارٹی کے پاس جاتی ہیں انھیں identification کا اختیار نہیں ہوتا ہے۔ تو پھر اس میں اتنی بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ اچھی بات ہے کہ وہ ہمیں دیئے ہی نہیں جاتے۔ میں تو کہتی ہوں کہ جوڈ و پلمنٹ فنڈز ہیں وہ بھی لیڈیز کو اس سے subtract کیا جائے۔ کہ کم از کم ہمارے کل auditing میں تو نام نہیں آئیگی نال کہ ہم identification نہیں کر سکتے ہیں تو ہمارے نام پر کیوں فنڈز آتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: صحیح ہے ثمنینہ صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔ جی۔

سر دار عبدالرحمن کھیران: میڈم اسپیکر! ڈاکٹر صاحب تو اپنی باتوں میں خود پھنس رہے ہیں۔ ابھی ڈاکٹر شمع صاحبہ اٹھی ہیں پوائنٹ آف آرڈر پر۔ انہوں نے بڑا اعتراض کیا ہے اور پڑھانے کی کوشش کی ہے کہ یہ علامہ ہیں باقی سب جاہل بیٹھے ہوئے ہیں یہاں۔ کہ جی رولز یہ کہتے ہیں question hours میں۔ اب انہوں نے، دو استحقاق مجروح ہو رہے ہیں۔ آپ کی چیئر کی، Speaker is the Custodian of the House. جب اُس کی رولنگ آجائے تو اُس پر بحث ہو نہیں سکتی ختم۔ اُس پر یہ انکار کر رہے ہیں کہ ہم distribute کر چکے ہیں۔ ہم نہیں کریں گے، ایک بات۔ یہ کہتا ہے کہ 2014-15ء کا ہے۔ یہ جواب میں اُس نے 2014-15ء کا ہے اور جواب میں اُس نے 2015-16ء کی پی ایس ڈی پی کا ذکر کیا ہے۔ یہ پھر غلط بیانی ہے، یہ پھر ہاؤس کی استحقاق مجروح ہو رہی ہے۔ میں appreciate کرتا ہوں آپ کی رولنگ کو کہ آپ نے انصاف کیا ہے۔ آئین پاکستان کے رولز کے مطابق۔ میں سمجھتا ہوں، اُس وقت ڈاکٹر شمع نے احتجاج کیا۔ کہ X لفظ میرا نہیں تھا۔ میں آج بھی appreciate کرتا ہوں۔ میں اس good office کو appreciate کرتا ہوں جس نے آپ کو اسپیکر بنایا ہے۔ میں appreciate کرتا ہوں نواب ثناء اللہ زہری کو، نواز شریف کو plus ایک طریقہ کار ہے۔ یہ لوگ منتخب ہو کر کے آتے ہیں خواتین کو منتخب کرتے ہیں اقلیتیں منتخب ہوتی ہیں وہی نمائندہ پھر اسپیکر اور پھر چیف منسٹر بناتے ہیں یہ آئین پاکستان کا ایک طریقہ کار ہے میں یہ وہ الفاظ X استعمال نہیں کیئے ہیں میرے ساتھ ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں میں کبھی نہیں کروں گا۔ میڈم اسپیکر آپ کی رولنگ آگئی ہے کہ۔۔۔

میڈم اسپیکر: آپ conclude کر لیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: آپ ان کو تقریر کا موقع دے رہے ہیں سوال وہ پوچھیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: مجھے تقریر کرنے کا زیادہ شوق نہیں ہے، ڈاکٹر صاحب کو بڑی تقریروں کا شوق ہے ہر جگہ تقریر جھاڑتے رہتے ہیں۔ میں تقریر نہیں کر رہا ہوں۔ میں question hours پر بول رہا ہوں میرا اسپیکر کا حق ہے۔ question میرا ہے میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب ایک منٹ۔ سردار صاحب انہوں نے اپنا جواب دے دیا ہے میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ آپ اُس جواب سے آپ اب بتادیں کہ کیا ہے تاکہ پھر اگر کوئی وہ ہو۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میں نے یہی question کیا ہے وہ گول کر رہے ہیں ناں جی میڈم اسپیکر! میں نے کہا کہ چوبیس ایم پی ایز کا استحقاق مجروح ہوا ہے ایک بات۔ اور جو ہمارے دس حلقے ہیں جو منتخب ہو کے، چلیں خواتین کی تو all over province ہے minorities کا all over province ہے ہم تو ایک مخصوص حلقے سے منتخب ہو کر کے آئے ہیں ہمیں نہیں دیں ڈپٹی کمشنر کو دے دیں کمشنر کو دے دیں۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم نے دے دیئے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میڈم اسپیکر! یہ ہے آپ last page نکال لیں جوابات کا۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: میڈم یہاں confusion نہیں ہونی چاہئے let me to clarify

constitutionally the government means the Cabinet

constititional Cabinet نے بیٹھ کر کے اس پر بات کی ایک ڈرافٹ یہ فیصلہ decide ہوا گورنمنٹ نے، ڈاکٹر صاحب میں معذرت چاہتا ہوں میں clear-cut کروں گا کہ گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ پیسے اپوزیشن کو نہیں دیں گے اس پر it is a very clear ٹھیک ہے ناں۔ اب وہ گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا۔ اس کے بعد میڈم آپ کی جو رولنگ ہوگی وہ ہم چیف منسٹر صاحب کو convey کر لیں گے۔ تیسری جو ہمارا ایم پی اے ہیں اُن کی اگر کوئی observations ہیں میری اُن سے گزارش یہ ہے کہ وہ اپنی پارلیمانی گروپ پر جائیں نیشنل پارٹی کے اگر کسی ایم پی اے کو اعتراض ہے تو وہ میرے پاس آجائے۔ اسی طرح پشتونخوا کے، کیونکہ یہاں یہ ایشو ہوا ہے لیکن اُس کا کرکس crucks یہی ہیں کہ This is the prerogative of the Cabinet. This is prerogative of the government, so government decides to distribute these funds Green Balochistan amongst the treasury benches, number one. confusion ہے۔ پچھلے سال utalize نہیں ہوئے تھے اور وہ جو ہے ناں

throw-forward میں آگئے؟ May I right doctor sahib? بہت سی چیزیں فنڈز یوٹیلٹائز ڈنہیں ہوئے تھے گرین بلوچستان کی اُس کو throw-forward میں لایا گیا۔ This is the whole story. یہ throw-forward میں لایا گیا۔ اب اس کو ہم جہاں لے جائیں جاسکتے ہیں but crucks یہی ہیں کہ گورنمنٹ decide ہے، کہ ہم اپوزیشن کو نہیں دیں گے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب ابھی آپ کو جواب مل گیا ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیران: ڈاکٹر صاحب نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں kindly, floor of the House میں ڈیمانڈ کر رہا ہوں کہ جو ڈاکٹر صاحب کے comments ہیں ڈاکٹر مالک کے اور پی اینڈ ڈی منسٹر کے یہ اس کی CD اور plus اس کی جو ریکارڈنگ، written recording ہے وہ مجھے چاہیے، میں نے کہا کہ میں کورٹ میں جاؤں گا۔ میرے حلقے کو کیوں سزا دی گئی ہے اور میں یہ جو میری اپنی ایک باقی کسی پارٹی کی آتی ہیں یا نہیں آتی ہیں باقی جو خواتین ہیں یہ اپوزیشن اور یہ ہم کورٹ میں جائیں گے کل پی ایس ڈی پی ان کی رکے گی کہیں گے، یہ میں اس Floor of the House میں کہہ رہا ہوں کہ میں کورٹ میں جاؤں گا کہ ایک حلقے کو کہ کیا، اُس کا کیا گناہ ہے کہ اُدھر ٹریڈری پنچر پر بیٹھ جائے اور اس طرف اپوزیشن پر جو بیٹھا ہو، اُس کو جو سزا دینی ہے، میں ڈاکٹر مالک کی ڈھائی سال کی سزا بھگت رہا ہوں حلقے کا کیا قصور ہے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: اپوزیشن کے جو دوست بیٹھے ہیں They have the right. کیونکہ وہ اسی چیز پر کورٹ میں بھی جاسکتے ہیں اُن کا right ہے لیکن میں نے جو interpretations کی ہے وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی اور بجٹ بناتی ہے اُس کا سیکٹر وائز ایلوکیشن کرتی ہے یہ گورنمنٹ نے کی ہے یہ بجٹ کیبنٹ نے کیا ہے constitution میں government means Cabinet. اُس کو right ہے سردار صاحب آپ کو بالکل right ہے زمرک خان کو right ہے جاسکتے ہیں پی ایس ڈی پی کورٹ کو اختیار ہے کہ وہ اُس کو slash کر لے اُس کو بند کر لے۔ But ہم نے اپنی prerogative استعمال کی ہے۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب آپ نے اچھا guide کیا ہے۔ thank you very much. وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب محمد اعظم داوی (سیکرٹری اسمبلی): حاجی محمد خان لہڑی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف اپنے

حلقہ انتخاب کے دورے پر جانے کی باعث آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔
میڈم اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی: حاجی گل محمد دمڑ صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا اسمبلی کے رواں سیشن سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی: میر حمل کلمتی صاحب نے اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر جانے کے باعث آج مورخہ 29 مارچ اور یکم اپریل 2016ء کی نشستوں سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
میڈم اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی: میر فتح محمد بلیدی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا اسمبلی کے رواں سیشن سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
 مورخہ 26 مارچ، جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: شکریہ میڈم اسپیکر! یہ ہمارے پولیس ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے میں صرف کچھ بولنا چاہتا ہوں کہ ہماری پرائونٹ پولیس آفیسرز اور جتنے بھی ہمارا یہاں اسٹاف ہے وہ ان سے متاثر ہو رہا ہے۔ اُس میں یہ ہے کہ ہمارا پرائونٹ اسٹرکچر ابھی تک پولیس ڈیپارٹمنٹ کا بنا ہی نہیں ہے جس سے ہمارے لوکل۔۔۔

میڈم اسپیکر: زمرک خان یہ ایشو پہلے بھی دو دفعہ آیا ہے آغا صاحب بھی لے کر کے آئے ہیں اس پر قرارداد بھی ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ اگر اس کو آپ اگلے اُس پر اٹھالیں کیونکہ ہمارے گورنمنٹ سائڈ سے اس وقت سرفراز بگٹی صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ اس پر ہم دو تین دفعہ کافی لمبی بحث کر چکے ہیں تو انشاء اللہ وہ اگلے سیشن میں آئیں گے تو آپ پھر کر لیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: ہم بتانا چاہتے ہیں کہ اس پر کام کیوں نہیں ہو رہا ہے اٹھارویں ترمیم کے تحت اختیارات بھی ہمارے پاس ہیں۔ اور جو پروموشن ملتی ہے۔ یہ نہیں کہ ہمیں خیبر پختونخوا، پنجاب یا سندھ پر کوئی اعتراض ہے۔ وہاں سے آفیسرز آتے ہیں ہمارے آفیسرز در بدر ہیں۔ ایس پی کی پوسٹ تک جب وہ چلے جاتے ہیں وہ ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں۔ وہ کوئی پروموشن ملتی ہے۔ ٹھیک ہے جب ہوم منسٹر اور چیف منسٹر آئیں گے

تب ہم یہ بات اٹھائیں گے۔

میڈم اسپیکر: جی شکریہ۔ جی حسن بانو صاحبہ۔

محترمہ حسن بانو خوشنانی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میڈم اسپیکر! میں دو تین پوائنٹس کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں اور گورنمنٹ کی طرف ایک تو یہاں جب بارش ہوتی ہے ہمارے کونٹہ شہر میں تو اس کے بعد حالات انتہائی خراب ہو جاتی ہے دو تین ایسے مین ہولز ہیں جن میں حادثات بھی ہو چکے ہیں اور دو تین جائیں بھی ضائع ہو گئی ہیں بچے جب اسکول سے آتے ہیں تو وہ مین ہولز میں جو ڈھکنے نہیں لگے ہوتے ہیں تو بچے اُن میں گر جاتے ہیں۔ مثلاً ڈبل روڈ پر دو تین مین ہولز۔ سریاب روڈ پر ہیں۔ جب بارش ہوتی ہے تو وہ نظر نہیں آتے ہیں کہ یہاں کوئی کھڈا ہے یا کوئی بڑا نالہ بنا ہوا ہے تو میں آپ کے توسط سے کونٹہ کے جو ایم پی ایز ہیں اور گورنمنٹ کی کہ جتنی جلدی ہو سکے ان مین ہولز کو بند کروادیں۔ پچھلے دنوں ایک واقعہ بھی پیش آیا ہے کہ ایک لیڈیز اُس مین ہول میں گر گئی اور وہ فوت ہو گئی۔ دوسری ہماری جو سرکاری اسکولز ہیں اُن میں اب تک کتابیں نہیں پہنچی ہیں بچوں کے لئے، اور بازار میں بھی وہ کتابیں نہیں مل رہی ہیں۔ اور اسکولوں میں بھی کتابیں نہیں ہیں۔ ان دو ایٹوز کو حل کرنے کی کوشش کی جائے اور اسپیشلی جو مین ہولز ہیں ان کے بارے میں فیصلہ جلد از جلد ہو جائے اور یہ بن جائیں۔

میڈم اسپیکر: جی مصطفیٰ ترین صاحبہ۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین (وزیر بلدیات): دراصل یہ میونسپل کارپوریشن اس پر، پہلے بھی بحث ہو چکی ہے۔ جس پر اسمبلی میں ایک کمیٹی بنائی گئی اس پر ایک میٹنگ ہو گئی ہے ابھی دوسری میٹنگ اس پر بلائیں گے تاکہ اس کو ہم فائنل اور اس کا رزلٹ کر کے اسمبلی میں پیش کریں گے اُس میں کارپوریشن کو بھی بلائیں گے سب کو بلائیں گے اور اس ایٹوز کو ہم حل کریں گے۔ تو کیا کریں وہ پانی کا مسئلہ ہے اور وہاں جو انہوں نے بنایا ہے بی اینڈ آر نے۔ جو نالیاں بنائی ہیں اُسکے مسئلے پیدا ہو رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: یعنی سسٹم کافی خراب ہے۔

وزیر بلدیات: جی ہاں وہ بی اینڈ آر نے جو کچھ لی دفعہ نالیاں بنائی ہیں وہ پانی کے، اُس میں وہ نہیں آتے ہیں۔ تو اس پر کمیٹی، یا اسمبلی میں بنایا ہے اس پر انشاء اللہ جلد از جلد ہم میٹنگ کر کے اس کا کوئی حل نکال لیں گے۔

میڈم اسپیکر: ok شکر یہ سردار صاحب۔ جی محترمہ۔

محترمہ حسن بانو خوشنانی: میں اُس روڈ سے ہر روز گزرتی ہوں۔ اور وہ ایک ایسا مین روڈ ہے جہاں سے

آپ کی اسمبلی کا راستہ آتا ہے۔

میڈم اسپیکر: انہوں نے تسلی دے دی ہے انشاء اللہ ہر روڈ کو ایڈریس کیا جائے گا۔

محترمہ حسن بانور خشتانی: نہیں میں کچرے کی طرف بھی توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں۔ اسمبلی بھی ہے سیکرٹریٹ بھی ہے سی ایم ہاؤس بھی اسی طرف ہے۔ گورنر ہاؤس بھی ہے۔ اُس کے پچھلے روڈ پر جب آپ جائیں گے سیکرٹریٹ چوک ہے جہاں، جس کا نام انہوں نے جوشہیدان چوک رکھا ہے وہاں کچرہ ابھی بالکل روڈ تک آ گیا ہے وہاں سے گزرتے ہوئے آپ یقین کریں ہمیں خود شرم آتی ہے بعض اوقات کہ ہسپتال کے آگے بھی دیکھیں اور مین جو آپ کی وی آئی پیز ایریاز جو یہاں ہیں باقی علاقوں میں دیکھیں آپ وہاں وی آئی پی ایریاز کو دیکھیں اور اپنی وی آئی پی ایریاز کو دیکھیں۔ جناب مصطفیٰ صاحب کو میں یہ کہوں گی کہ فوری طور پر سول ہسپتال کے سامنے جو کچرہ وغیرہ پڑا ہوا ہے وہ آپ اس کو روادیں۔ کمیٹی سے نہیں ویسے اپنے دفتر کے ذریعے سے آپ کے پاس اپنی طاقت ہے کہ کم از کم وہاں صفائی کروائی جاسکے۔

میڈم اسپیکر: ok۔ چلیں The point has been taken. جی آغا لیاقت صاحب کو فلور دے دیا ہے ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں سردار صاحب۔ سردار صاحب آپ کا جواب آ گیا ہے وہ آپ نے یقین دہانی کرادی ہے۔ شکریہ۔

آغا سید لیاقت علی: شکریہ میڈم اسپیکر۔ میڈم اسپیکر! ایک اہم نکتہ کی طرف آپ کی اور اس ہاؤس کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں پچھلے اجلاس میں میں نے ایک اُس وقت نکتہ اٹھایا ہوا تھا اور ڈاکٹر صاحب نے اس کا اچھا جواب دیا تھا کہ یہاں جتنی بھی oil companies یا development companies یہاں جتنی بھی minnings companies ہیں، اُنکے متعلق ایک amendment یا resolution اٹھا رہی ہیں amendment آئی تھی اُس میں یہ تھا کہ 10% of the profit of that area اُسکو 10% جو profit تھا اُس کمپنی کا، audit's profit کا وہ اُس علاقے کی development پر خرچ ہوگی۔ یہ resolution ہم نے pass کی تھی۔ پھر سینہ زوری دیکھئے کہ ماڑی گیس نے اس resolution کے باوجود ایک میننگ call کی اور اپنی مرضی سے ایک رقم تقسیم کی۔ وہ رقم جیسے بھی تقسیم کی، وہ اس اسمبلی کے resolution کے خلاف کی اور پھر اس ماڑی گیس کی ایک کیس یہاں ایک کمیٹی بنی ہوئی تھی اُسکے لیے، اُسکو بھی ignore کیا گیا اور House کی resolution کو بھی ignore کیا گیا۔ اور آج وہ لوگ پھر آ رہے تھے یہاں، اسمبلی کے پاس احتجاج کرنے کیلئے، پھر میں نے اُن سے وعدہ کیا کہ میں ہاؤس

میں اس مسئلے کو اٹھائوں گا۔ اور آپ لوگ ابھی یہ زحمت نہیں کریں۔ کچھلی دفعہ بھی ہم نے اُنکے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ میں، زمرک خان اور جعفر خان، ہم لوگ گئے تھے، اور ڈاکٹر مالک صاحب نے بھی یہی کہا تھا ”کہ یہ ہوگا، یہ distribution جو ہے وہ اُنکے حق میں ہونگے“۔ لیکن یہ کمپنی ہر وقت، ماڈی گیس یہ اپنی بات کرتی ہے اور یہ peanuts جتنی رقم ہے۔ اس نے کوئی اپنی audit report نہیں دی ہے۔ کوئی audit report کے مطابق اپنے منافع کا 10% share نہیں ظاہر کیا ہے اور نہ اسکو تقسیم کیا گیا ہے۔

میڈم اسپیکر: آغا صاحب! کیا انکو چیئرمین بھی بلا لیتے ہیں اور اُس پر بات کر لیتے ہیں۔
آغا سید لیاقت علی: جی بالکل ٹھیک ہے۔ اگر وہ اسمبلی ہال کو ایک resolution دے دیں ہم اُسکو منگوا لیتے ہیں اور اُس سے بات کر لیتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی۔ اس کمپنی کو بلا یا جائے ہم چیئرمین میں بیٹھ کے آغا صاحب اور باقی ممبرز کی موجودگی میں ان سے گفتگو کریں گے۔

سردار عبدالرحمن کھٹیران: میڈم اسپیکر! یہ ایک ماڈی گیس نہیں ہے۔ اگر وہ resolution لائیں تو ہم اُسکو full-support کریں گے۔ OGDCL، PPL جہاں بھی یہ کام کر رہے ہیں۔ ابھی میرے علاقے میں exploration ہو رہی ہے میڈم اسپیکر! وہاں بھی یہی حالت ہے کہ کسی کو not a single person ڈپٹی کمشنر، کمشنر، اے سی، تحصیلدار وغیرہ وغیرہ جو بھی ہیں، plus کوئی منتخب نمائندہ نہیں ہے plus وہاں son of soil بیٹھے ہوئے ہیں، کسی کو بھی، ایک آدمی کو بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ بلکہ جو ہم نے غریبی میں وہ روڈیں metal کی تھیں اُس پر ہیوی قسم کے بلڈوزرز اور یہ چلا کے وہ روڈیں بھی ہماری برباد کر دیں۔ development سے تو ہم بیزار ہیں۔ لوگوں کو روزگار ملے۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی کہ اسکا آپ ایک مینٹنگ رکھ لیں۔

میڈم اسپیکر: جی۔ اس پر ہم تمام companies کو بلا رہے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھٹیران: میڈم اسپیکر! تمام companies کو بلا لیں، آپ اس پر رولنگ دے دیں۔ وہ پابند ہو کے آئیں۔ سی ایم صاحب بھی آجائیں گے۔ یہ ایک بات تو انکی یہ بڑی ڈاکٹر مالک کی اچھی تھی کہ اُنہوں نے اپنے وقت میں انکو ناکوں چنے چوئے اور انکو NOC نہیں دی۔ تو اب یہ دوبارہ پتہ نہیں NOC کے ساتھ ہیں۔ نہ چیف منسٹر ہے نہ ہوم منسٹر ہے۔ ایک تو یہ بات ہے کہ میڈم اسپیکر! کہ اس میں آپ kindly سخت قسم کی رولنگ آنی چاہیے کہ اتنے تک یہ نہ کریں، لوگوں کو اعتماد میں لیں ابھی تو میں نے تو بہت

سارہ مواد لیکر آیا میڈم اسپیکر! اُس دن ہوم منسٹر commit کر کے گیا کہ جی national action program کی کاپیاں شاید آپکی good office کو پہنچائی ہیں یا نہیں اُس نے۔

میڈم اسپیکر: جی ہم پہنچا رہے ہیں۔ میں نے خود منگوائی ہے، ابھی تک انہوں نے نہیں دیا۔

سردار عبدالرحمن کھیران: پہنچائی ہیں تو kindly ہمیں دے دیں۔ یہ اُنکے پلندے ہیں میڈم اسپیکر! میں نے commit کیا تھا کہ میں record لے کے آؤنگا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ یہ، آج سردار صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں، ایک department کے minister ہیں۔ انکو بائی پاس، منتخب نمائندوں کو بائی پاس، چیف منسٹر کو بائی پاس، منسٹر کو سب کو بائی پاس کر کے ایک وہ۔۔۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! یہ دوسرا point ہے۔ انشاء اللہ اس پر بات کرتے ہیں جب اُسکی copies آپکول جائیگی پھر آپ properly بات کریں۔ میں پہنچا دوں گی۔ جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: میڈم اسپیکر! Could I say something with additional?

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر عبدالملک صاحب۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: میں سمجھتا ہوں کہ آغا صاحب اور سردار صاحب نے جو بات کی۔ 172 article۔ اسمیں clear cut یہ ہے کہ اب یہ گیس، تیل دونوں صوبوں کی اور مرکز کی fifty-fifty ہے۔ کوئی بھی explorations، کسی بھی صوبے میں اُس وقت نہیں ہو سکتا ہے جب تک آپ صوبے کو secretary نہیں بنا دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت important issue ہے۔ اور اسمیں further بھی ہمیں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ 18 ویں ترمیم تو آ گیا constitution میں لیکن relative laws جو ہیں نا وہ اب تک فیڈرل گورنمنٹ کے پاس ہیں۔ اب بھی بلاک وہی الاٹ کرتا ہے۔ اب بھی سب کچھ فیڈرل گورنمنٹ کرتی ہے، جو constitution کے against ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ سردار صاحب نے اور لیاقت صاحب نے جو تجویز کی۔

میڈم اسپیکر: تو اس پر ڈاکٹر صاحب آپ کیا کہتے ہیں کہ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے؟

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: میں کہتا ہوں کہ اس پر انکو، تمام لوگوں کو بلائیں اور جو exploration ہو رہا ہے اُس سے پہلے تو NOC مانگیں۔ کیونکہ میں نے نہیں چھوڑے تھے۔ دو تین دفعہ اُن لوگوں نے attempt کیے میں نے کہا آپ جا کے NOC لائیں، کوئی issue نہیں ہے۔ constitution آپکو right دیتا ہے کہ آپ exploration کریں but with the signature۔ تو یہ، کیونکہ اسمیں پھر

شروع ہوگا۔

میڈم اسپیکر: میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب! اس پر ہم ایک ایوان کی کمیٹی بنا دیتے ہیں۔
ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: بیشک بنائیں لیکن یہ ہے اُس میں دیکھیں ایک ہے، OGDCL, PPL جن کو license issue ہوئے ہیں۔ اُنکو بلانا ضروری ہے otherwise فائدہ نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں نہیں۔ اُنکو تو بلائیے۔ اُنہی کو بلانے کے لیے۔۔۔ (مداخلت) جی آغا صاحب!
سید آغا لیاقت علی: میڈم اسپیکر! میں ایک point میں وضیح کرنا چاہتا ہوں پچھلے دنوں میں اسلام آباد گیا تھا تو خاقان عباسی سے میں ملا تھا۔ ڈاکٹر صاحب بھی میرے ساتھ تھے۔ ہم کوئی چار، پانچ بلوچستان کے MPAs گئے تھے۔ آپ یقین کریں کہ اُسکا attitude ایسا تھا جیسے ہم اُنکے ملازم ہیں۔ کہا ”تم لوگ نہیں چھوڑتے ہو، تم لوگ یہ نہیں کرو۔ تم لوگ لے لو، سوئی ہم سے خریدو“۔ تو میں نے کہا ”دے دو offer letter ہم خریدتے ہیں، ہمارے پیسے ہیں“۔ تو اس میں واقعی میں یہ کہتا ہوں کہ 171 کے تحت ایک میٹنگ بلانی چاہیے اور اُس کمیٹی میں ان سب کو بشمول یہ جو OGDCL most important۔ یہ OGDCL کا جو چیز میں تھا یا جو بھی تھا۔ وہ محکمہ، اُس دن وہ آ کے بیٹھا جب میرا وہ turn آیا وہ اُٹھ کے چلا گیا OGDCL کا جو چیز میں تھا یا جو بھی تھا۔
تو Managing Director کو پابند کیا جائے کہ وہ اس میٹنگ میں لازمی آجائیں۔ شکر یہ میڈم۔

میڈم اسپیکر: جی مجیب حسنی صاحب، منسٹر اسپورٹس۔

میر مجیب الرحمن محمد حسنی (وزیر کھیل و ثقافت): میں بھی ایک منٹ بولوں گا۔ جیسے آغا صاحب سردار صاحب اور ڈاکٹر صاحب نے اس پر بات کی۔ میرے district میں بھی یہ OGDCL اور PPL والے دونوں مطلب پچھلے 5، 6 سالوں سے کام کر رہے ہیں۔ PPL والوں نے ہمارے کافی بڑے ایرے پر سروے شروع کیا 2010ء یا 2011ء میں جیسے سردار صاحب نے کہا میڈم! ہماری ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی زمانے کی میٹل روڈز انہوں نے تباہ کر دیے اور لوگوں کے بندت تک انہوں نے اُن پر بلڈوزر چلائے کہ جی ہم سروے کر رہے ہیں۔ وہاں ڈپٹی کمشنر نے، ہم نے جب DC سے کہا انہوں نے ان سے بات کی۔ وہ ڈپٹی کمشنر اور یہاں تک کمشنر کو وہ خاطر میں نہیں لاتے۔ اب OGDCL recently والے ہمارے علاقے میں آئے ہیں، اُنکا یہ حال ہے۔ میری DC سے بات ہوئی وہ کہتے ہیں کہ جی یہ کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ اپنے NOC کے لیے یہ commitment کچھ کرتے ہیں، اُسکے بعد اُس پر یہ back ہو جاتے ہیں۔ تو میری یہ تجویز ہے کہ جیسے ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اٹھا رہیں ترمیم کے بعد۔ لیکن ایک مسئلہ کیونکہ سابقہ

جو انکے ساتھ agreements ہوئے ہیں، اٹھارویں ترمیم سے پہلے اُسکے بارے میں بھی اس پر بات کی جائے کہ یہ کہتے ہیں جی ہم اٹھارویں ترمیم کے بعد ٹھیک ہے fifty, fifty پر ہیں۔ لیکن اُس سے پہلے کے ہمارے پاس لائسنس ہیں۔ تو میری تجویز ہے کہ جو concerned ایم پی ایز ہیں، جس جس ضلع میں یہ کمپنیاں کام کر رہی ہیں، میڈم! OGDCL اور PPL انکے جو ہیڈ آفس ہیں۔ کیونکہ یہاں انکے جو regional offices ہیں انکے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ اسلام آباد سے جب تک فیڈرل سیکرٹری یا MD level کے انکے جو لوگ ہیں انکو بلا جائے اور جس جس ضلع میں یہ کام کر رہے ہیں، اُن علاقوں کے جو MPAs ہیں انکو ضرور اس میٹنگ میں آپ kindly بلائیں۔

میڈم اسپیکر: میں سمجھتی ہوں کہ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے جس میں تمام پارٹیز جو ہیں وہ اپنے جو بھی جن کے حلقوں میں زیادہ اس طرح کے کام ہو رہے ہیں، تمام جو intrested ہیں، خاص طور پر آغا صاحب نے چونکہ اس موضوع کو اٹھایا ہے، اُنکے ساتھ جو بھی پارٹیز اپنے interested members کے نام دینا چاہتی ہیں وہ دے دیں تاکہ پھر اسکو یہاں provincial level پر بھی پہلے اٹھائیں گے اور پھر یہی کمیٹی ہم federal level پر اُدھر جائیگی اور وہاں اس issue کو address کریگی۔

مورخہ 26 مارچ 2016 کے اجلاس میں باضابطہ شدہ تحریک التوا نمبر 1 پر دو گھنٹے عام بحث۔

جی سردار سردار عبدالرحمن کھیتراں:

سردار عبدالرحمن کھیتراں: شکر یہ میڈم اسپیکر! یہ راکا جو دہشتگرد پکڑا گیا اس پر میرے پارلیمانی لیڈر اور قائد حزب اختلاف حضرت مولانا واسع صاحب نے سیر حاصل بحث کی تھی بلکہ اس کی supporting میں انہوں نے بات کی ہے اور میں مشکور ہوں اس۔

(اس مرحلہ میں سید محمد رضا، چیئر مین نے اجلاس کی صدارت کی)

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میں سید آغا رضا کو خوش آمدید کہتا ہوں اسپیکر کی چیئر پر۔

جناب چیئر مین: thank you سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: اور ہمارے ایک بہت missing ممبر جو ایوان کا ایک ممبر تھا وہ آج حاضر ہے۔ تو اُس کو بھی میں خوش آمدید کہتا ہوں، میں آپ کو خوش آمدید کہہ رہا ہوں اور آپ گپ شپ میں لگے ہیں پہلے تو میں نے کسی اور کو، میں بھول گیا تھا۔

جناب چیئر مین: سردار صاحب! آپ track سے اتر رہے ہیں please۔

سر دار عبدالرحمن کھیزان: جی آغا صاحب بہت، بہت شکر یہ میں گزارش کر رہا تھا کہ پچھلے دنوں یہ کٹنگ ہے بھارتی انجنیسی راکا ایک حاضر سروس کمانڈر ہے نیوی کی یاد یو بھوشن یہ پکڑا گیا اور بہت سارے انکشافات اخباروں کی حد تک تو ہم دیکھ رہے ہیں۔ اس پرنسٹر ہوم نے کہا تھا کہ in camera briefing میں بھی ہم دیں گے کہ کیا ہو رہا ہے اس صوبے کے ساتھ۔ جناب اسپیکر صاحب! ہم جس دن اس ایوان میں حلف اٹھایا اُس دن سے day one سے ہم یہی رونا رو رہے ہیں کہ بلوچستان کے حالات خراب کرنے میں بیرونی ہاتھ ملوث ہیں۔ ان چیزوں کے supporting میں مختلف اوقات میں مختلف لوگ پکڑے گئے، ہماری intelligence اداروں نے محنت کی، ہماری سیکورٹی فورسز، ایجنسیوں نے جانوں کی نذرانے دیے، شہادت کا رتبہ پایا، کہیں پر غازی بنے، کہیں پر شہادت حاصل کی۔ ہم اس صوبے میں صدیوں سے برادرانہ ماحول میں رہتے آئے ہیں۔ ہمارے آباؤ اجداد رہتے آئے ہیں۔ کبھی بھی یہ چیزیں کسی کے ذہن میں نہیں آتی تھیں، آپ کی community کا میں ذکر کروں گا، بحیثیت میں اپنی ذات کی بات کر رہا ہوں۔ میرے پشتون، بلوچ اتنے دوست نہیں تھے جتنے آپ کے ہزارہ کمیونٹی کے آج بھی ہیں، شاید کچھ اس ملک سے چلے گئے ہیں باہر جا کر کے پناہ لی ہے۔ کچھ ابھی بھی موجود ہیں۔ اسی علمدار روڈ کی گلیوں میں، اس پہاڑ کے دامن میں۔ حالت یہ ہوئی کہ آج میرا دل چاہتا ہے کہ میں وہی پرانے وقتوں کی طرح علمدار روڈ پر جا کر کے اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھوں، مجلس کروں۔ لیکن میں نہیں کر سکتا۔ اسی طریقے سے وہ دوست مجھے فون کرتے ہیں کہ ہم آنا چاہتے ہیں کبھی چپ چپا کے۔ تو میرے گھر تک آ جاتے ہیں۔ واپسی میں ہم جا کے بندو توں کے سائے میں اُن کو آپ کی چیک پوسٹ پر پہنچاتے ہیں۔ FC receive کرتی ہے۔ آگے بھیج دیتی ہے۔ مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے جناب اسپیکر! کہ یہ لوگ کبھی سنی اور شیعہ کی صورت میں، کبھی پشتون، بلوچ کی صورت میں مختلف رنگ دے کے چند لوگ اُنکی پر گئے جاتے ہیں، وہ لوگ جو اس ملک کے دشمنوں سے جواز لی دشمن ہے، جو اس لیول پر پہنچ چکے ہیں کہ نہ وہ ہمارے کچھ قبول کرنے کو تیار ہیں، کرکٹ تک قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں، نہ ہم اُن کو قبول کرنے کو تیار ہیں، اُن کے ہاتھوں میں کھیل کے اس صوبے کا امن برباد کیا ہے اُنہوں نے۔ پھر ہوتا کیا ہے ہمارے ہی دوست ہمارے ہی son of soil اسی صوبے کے رہنے والے اُن کو اور پالش کرتے ہیں اور اُن کو کہہ جی ناراض بھائی ہیں، میں وضاحت کروں جناب اسپیکر! ناراض تو ایک گھر میں دو بھائی، باپ، بیٹا وہ بھی ناراض ہو جاتے ہیں کبھی اُس نے، میرا بھائی ہے، میرے ساتھ لڑتا ہے، میں اُس کے ساتھ لڑتا ہوں اس حد تک تو بہت زیادہ چلا جاتا ہے ایک تھپڑ کی حد تک تو جاتے ہیں لیکن کبھی بھی یہ نہیں ہوا ہے prior کیسوں میں اگر ہزاروں

میں ایک ہو کہ جی اُس بھائی نے بھائی کو مار دیا، یہ کیسے ناراض بھائی ہیں کہ سو، سو جنازے آپ نے اپنے ہاتھوں سے اٹھائے، کیا میں غلط ہوں۔

جناب چیئرمین : you are right

سردار عبدالرحمن کھیران: کیا اُس میں عورتیں اور بچے نہیں تھے یہ کون سے ناراض بھائی ہیں کہ اپنا پورے کا پورا کنبہ اُجاڑ دیں، یہ کون سے ناراض بھائی ہیں کہ اُٹھ کے اپنے ہی لوگوں کا قتل عام کریں اور بہت بڑی خوبصورتی سے وہ ویڈیوز سوشل میڈیا پر دی جائیں کہ جی ایسے ہم نے گاڑی اڑھا دی ایسے ہم نے بارودی سرنگ لگا دی آپ نے یہ videos دیکھی ہوگی گل خان شہید کی video دیکھی ہوگی اسی طریقے سے بہت ساری۔ ہم day one سے کہہ رہے ہیں کہ یہ دشمنکرد ہیں۔ یہ paid لوگ ہیں۔ یہ دشمن ہیں۔ یہ اس صوبے کا امن تباہ کرنا چاہتے ہیں، مختلف طریقوں سے لڑا کے جیسے ہم پہلے سنتے تھے، کہ انڈیا میں مسلمانوں کے مسجد میں سورکا سر ڈال دیا جاتا تھا، اور ہندوں کے مندر میں گائے کا سر۔ تو وہ لڑ جاتا تھے۔ same یہ وہ ایجنڈے ہیں، غریبوں سے روزی روٹی چھین رہے ہیں، ہماری عورتوں سے ان کی چادر چھین رہی ہیں۔ ہمارے بچوں کو یہ یتیم کر رہے ہیں، یہ کہاں کے ناراض بھائی ہیں جناب اسپیکر! ناراض بھائیوں کا کچھ چٹھا تو یہ ہے، بھوشن یہ خود اعتراف کرتا ہے، کہ مکران میں فلاں حاجی صاحب کے ساتھ میرا رابطہ تھا، ادھر کوئی حاجی ہے پتہ نہیں حاجی میں بھی دو چارج پڑ چکا ہوں، پتہ نہیں کون سے حاجی سے رابطہ ہے ان کا کبھی ہمارے مولوں کو اس میں involve کرتے ہیں، قوم پرستی کا نعرہ لگا کے کہ جی ہم اس بلوچستان کے والی وارث ہیں، باقی جو یہاں آباد ہیں ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے، جناب اسپیکر! میں سیکورٹی فورسز کو انٹیلیجنس اداروں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں گزارش یہ ہے بجلی کے کھبے اڑانا لوگوں کو بیروزگار کرنا اب بھوشن یہاں پکڑا گیا، لاہور کا واقعہ ہو گیا، معصوم بچے عیسائی برادری اپنی عید منا رہی ہے، وہ پارکوں میں گئے، واپسی میں سات سات لاشیں ایک جگہ تو میں میڈیا میں دیکھ رہا تھا، ایک گھر کے 30 آدمی تھے، 30 کے 30 زخمی ہسپتال بھرے پڑے ہیں، کون کر رہا ہے۔ یہ میں اس floor of the house کہتا ہوں، کہ رالموٹ ہے، day one سے ہم کہہ رہے ہیں، ہمارے علاقوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ شکر ہے میرا ذاتی حلقے کی تو انشاء اللہ چیلنج سے کہتا ہوں، ان کی جرات نہیں ہے میرے ہمسائے میں بیٹھے ہوئے ہیں باضابطہ کمپ ہے۔ کروڑ روپے کا اسلحہ خرچ کرتے ہیں۔ یہ گولے پھینکتے ہیں کہا سے آ رہا ہے یہ فنڈ جس کی دس بھٹریں ہیں، وہ راکٹ لانچر یہ مارٹر کا ایک گولہ خرید سکتا ہے جناب اسپیکر؟ کبھی نہیں۔ یہ خود اعتراف کر رہا ہے یہ راکٹ ایجنڈ کہ ہم ان کو پیسے دیتے ہیں کروڑوں ڈالرز دیتے ہیں ہم نے۔ جناب اسپیکر! یہ مذاکرات،

یہ بچوں والا کھیل ہے، ایک سویٹیر لینڈ میں بیٹھا ہوا ہے ایک انگلینڈ میں، پہاڑا کی چوٹی پر بیٹھا ہوا ہے جی مذاکرات۔ کس چیز کی مذاکرات وہ آپ کو گولی مار رہا ہے، وہ آپ کے بچوں کو یتیم کر رہا ہے، وہ آپ کی عورتوں کو بیوہ کر رہا ہے، پھر آپ اس سے کیا مذاکرات کرنا چاہتے ہیں۔ میرا ذاتی نظریہ تو یہ ہے، کہ وہ ایک تھپڑ تو اس کو دو تھپڑ وہ ایک گولی تو اس کو دو گولی۔ طاقت کا جواب طاقت سے دیا جاتا ہے جناب اسپیکر! طاقت کا جواب آپ جتنا ہاتھ جوڑیں گے کوئی وہ ہاتھ جوڑنے کو کمزوری سمجھے گا، اور آج تک اس ملک میں اس صوبے میں یہی ہوتا آ رہا ہے۔ آپ کے طالبان کا مذاکرات آخر آج آپ وہ ضرب عضب کے نام سے آپریشن کرنا پڑا، آج کے حالات دیکھیں آپ دو سال پہلے چلیں جائیں، زمین آسمان کا فرق ہو گیا جناب اسپیکر! آپ کی کمیونٹی ہر دوسری دن جنازے اٹھاتی تھی، کیا میں غلط ہوں، آج آپ کو فرق نظر آ رہا ہے، کیا ہے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جا رہا ہے، چند عناصر ہیں ان کا قلع قمع ہو جائے، یہ بلوچستان گلدرستہ ہے، اس میں آباد میں چیلنج سے کہتا ہوں، اس floor of house کہتا ہوں، کہ اس میں آباد جو بھی ہیں چاہئے وہ کوئی کمیونٹی ہے یہ کوئی ریس ہے، پٹھان ہے کوئی پنجابی ہے، کوئی بلوچ ہے کوئی سندھی ہے، son of soil ہیں، یہاں ان کے قبرستان ہیں اور کسی کی طاقت نہیں ہے، کہ کوئی بلوچ پٹھان کو نکال سکے، بلوچ ہزارہ کو نکال سکے، ہزارہ کھتیر ان کو نکال سکے کسی کو طاقت ہے نہ کوئی نکال سکتا ہے۔ جب ہم نے یہاں رہنا ہے۔ جیسے اس ایوان میں ہر کمیونٹی کا بندہ آپ کو نظر آریگا، ہر رئیس کا بندہ نظر آریگا، کیا کسی کی طاقت ہے کہ ایک ایم پی اے کو وہ کہے کہ جی میں تجھے ایوان میں نہیں چھوڑتا ہوں نکل جائیں۔ یہی پوزیشن بلوچستان کی ہے جناب اسپیکر! اس میں رہنے والے آباد تو میں اپنے اپنے رسم و رواج اپنے اپنے traditions کے ساتھ رہ رہے ہیں، یہ انشاء اللہ ان کا منہ کالا ہو جائے گا، یہ چند عناصر کا قلع قمع ہو جائے گا، ہمیں اپنی سیکورٹی فورسز پر ہمیں اپنی ایجنسی پر اتنا بھروسہ ہے۔ آج بھی ہم بھائی چارے سے رہ رہے ہیں، انشاء اللہ ہم آئندہ بھی اسی صوبے میں اسی طریقے سے بھائی چارے کی صورت میں رہیں گے۔ میں appreciate کرتا ہوں، جناب اسپیکر! اپنی ایجنسی کو ایک مرتبہ پھر کہ وہ دن رات شہادتیں قبول کر کے ان جیسے لوگوں کو dig-out کر رہے ہیں، انکو ڈھونڈ رہے ہیں۔ آج میں کسی کا بیان پڑھا تھا کسی اچھے آدمی کا پتہ نہیں کس کا تھا کوئی اس نے کہا جی کہ اس کو تفتیش کر کے اسکو سرعام پھنسی دی جائے۔ یہ چند لوگ جو انڈیا سے را کے ایجنڈ ہیں یا را کے جو حاضر سروس لوگ ہیں ان کو سرعام پھانسی جب لگے گی، خیر خیریت ہو جائے گی، صوبے میں امن ہوگا، اس ملک میں امن ہوگا پھر کسی کی جرات نہیں ہوگی۔ وہ زیادتی کرتے ہیں ہم کہتے ہیں ہم مذاکرات کرتے ہیں آپ سے آپ ناراض بھائی ہیں۔ بھئی کس چیز کے ناراض بھائی ہو۔ بھائی تو وہ ہوتا ہے جو

آپ کے دکھ سکھ میں کام آئے، وہ تو آپ کا بھائی ہو ہی نہیں سکتا جو آپ کو مار رہا ہے، جو آپ کے گھر اچھاڑ رہا ہے آپ کی فصلیں اچھاڑ رہا ہے، جو آپ کی گاؤں اچھاڑ رہا ہے، جو آپ کی بنیادیں کھوکھلی کر رہا ہے، کسی بیرونی اشارے پر۔ وہ کہاں سے بھائی ہے، ایک باپ اپنی اولاد کہ اللہ تعالیٰ مجھے زینہ اولاد دیں، وہ کس لیے مانگتا ہے کہ میرے بڑھاپے میں میرا سہارا بنے گا۔ میں جب معذور ہو جاؤں گا، میں کسی قابل نہیں ہونگا تو یہ بیٹا میری ہر چیز کو سنبھالے گا۔ وہ بیٹا اٹھ کے جوانی میں ہی باپ کو مارنے لگے، تو وہ بیٹا کیسا بیٹا ہے۔ یا ہم دو بھائی ہیں میں کہتا ہوں کہ میرا چھوٹا بھائی ہے مجھ سے بڑا بھائی میرے دکھ سکھ میں میرا ساتھ دیکو وہی بھائی صبح شام میرے بچوں کو گولی مار رہا ہو، مجھے جنازے دکھا رہا ہو میری جائیداد کو اچھاڑ رہا ہو، میرے وہ جو چار دیواری کو وہ گرا رہا ہو، وہ کہاں سے میرا بھائی ہے وہ تو میرا دشمن ہے، اُس کو میں دشمن کی صورت میں treat کروں گا، تو اس کو صحیح قبلہ اپنا نظر آئیگا، اور اس کو احساس ہوگا۔ وہ مجھے مارتا جائے اور میں اسکو کہوں بھائی جان بسم اللہ، بھائی جان بسم اللہ۔ وہ تو اور زیادہ اسے courage بھی ملے گا۔ وہ کہے گا کہ جی میں تو اچھا فعل کر رہا ہوں، سکول ہمارے بند ہوتے ہیں، بھوں سے ہمارے سکول اڑائے جاتے ہیں، وہ جو ایجنڈے ہیں اُن کے، کسی کے لندن میں بچے پڑھ رہے ہیں، کسی کے کینیڈا میں پڑھ رہے ہیں کسی کے سوئیٹزر لینڈ میں پڑھ رہے ہیں، کسی کے دبئی میں پڑھ رہے ہیں، اُن کو کیا فرق پڑتا ہے، فرق تو ان غریب لوگوں کو جن کو صبح کی ہے شام کی نہیں ہے، وہ کہاں جائیں۔ APS کے بچوں کو ماراجی۔ کل اقبال ٹاؤن میں پارک میں مار رہے ہیں۔ کیا message دینا چاہتے ہیں، کہ جی لوگ سکول چھوڑ دیں، تفریحی مقامات چھوڑ دیں، جیسے IG ایف سی کا قلعہ ہے جیسے IG پولیس کا گھر بن رہا ہے، آپ کے red zone میں۔ میرا خیال ایف 16 بھی چلا جائے تو وہ خود غرق ہو جائے گا وہ دیوار کو نقصان نہیں دے سکے گا۔ تو ہر آدمی تو اس طرح کے قلعوں میں تو نہیں بیٹھ سکتا ہے۔ پچھلے دنوں اسپیکر صاحبہ سے ہماری مینٹنگ چل رہی تھی، کہ جی اس کو حکم آیا اسکو بھی بلوچستان اسمبلی کو بھی قلعہ کی صورت بنا دیں دیواریں اتنی اونچی کر دیں۔ میرے بھائی جو بنیادی چیز ہے آپ اس پر ہاتھ نہیں ڈالتے قلعے بنا رہے ہیں، قلعوں میں کب تک ہمیں تحفظ دینگے، ایک سال دو سال پانچ سال دس سال اس کے بعد۔ اس قلعہ سے باہر نکلنا بھی ہے بازار کی طرف جا نا بھی ہے، گھر کی طرف بھی جانا ہے، ہماری کھتیرانی میں مثال ہے، دیسی دوائی جو بنتی ہے اس کی بنیاد ہوتی ہے وہ پودینا ہوتی ہے، پودینا کے بغیر کوئی دیسی دوائی نہیں بنتی ہے۔ یہ دہشتگرد جب تک ہیں۔ آپ چاہے IG FC کا قلعہ دیکھ لیں، یا چھاؤنی کو آپ block کر دیں۔ یا IG پولیس کا قلعہ بنا دیں، یا red zone کو دونوں طرف سے بند کر دیں، گورنر صاحب محفوظ، چیف منسٹر صاحب محفوظ، چیف سیکریٹری صاحب محفوظ۔ باقی عوام بھاڑ میں

جائے، مرتی رہے۔ جناب اسپیکر! میری گزارش ہے آج سے ابھی سے یہ سلسلہ شروع کریں، اینٹ کا جواب پتھر سے۔ مختصر اُیہ کہ انڈیا اگر جنگ چاہتا ہے بسم اللہ۔ ناراض بھائی اگر اس سے زیادہ کیا کریں گے، کیا کریں گے مارتو ہمیں رہے ہیں۔ بستیاں ہماری اجمھاڑ رہے ہیں، بم دھماکے ہم پر کر رہے ہیں، اس سے زیادہ maximum کیا کریں گے۔ پھر بھی آپ کہیں کہ جی بسم اللہ آئیں ان کو بلائیں مذاکرات۔ کوئی کہتا ہے میرے پاس جبرگہ بھیجیں۔ کوئی کہتا ہے جی کہ فلاں ادارہ میرے ساتھ بات کرے۔ بھئی منتخب حکومتیں ہیں، مرکز میں بھی ہے صوبے میں بھی ہے آئیں اگر کوئی آپ کو کوئی تکلیف ہے، بسم اللہ آپ آئیں بات کریں آئیں پاکستان کے اندر رہتے ہوئے، جو آئین اجازت دیتا ہے، آپ اس کو facilitate کریں۔ آئین پاکستان یہ تو نہیں کہتا ہے، آپ جو ہے ناں مار مار کے گردنیں اڑا کے اور ان کے کفنوں پر بیٹھ کے اُن کے ساتھ مذاکرات کریں۔ میرا خیال ہے آئین میں میں نے تو آج تک یہ شق کبھی بھی نہیں پڑھی ہے۔ جناب اسپیکر! آخر میں گزارش کروں گا، کہ بنیاد یہ ہے ایجنٹ چاہے وہ son of soil ہیں چاہے وہ انڈیا کے ہیں۔ ان کا قلع قمع نہیں ہوگا، آپ کے یہاں امن قائم نہیں ہو سکتا، اسی طریقے سے بچے مارے جائیں گے۔ آپ اکیلے بھی رو نہیں سکتے، جناب اسپیکر! کیا روئیں گے آپ۔ آپ کتنے بچوں کو۔ آپ اپنے سینہ پر ہاتھ رکھیں کہ آپ اپنے بچے لے کے گئے ہیں پارک میں اور واپسی میں جو ہے ناں ان کی ممتیں اپنے ہاتھ میں اٹھا کر کے گھر آ رہے ہیں۔ یہ کونسا مذہب اجازت دیتا ہے۔ کیا اسلام اجازت دیتا ہے، یہودی مذہب اجازت دیتا ہے عیسائی مذہب، ہندو مذہب، کونسا ازم اجازت دیتا فاشزم، سوشلزم، کمیونیزم دُنیا میں جتنے بھی ازم ہیں۔ کونسی یہ ethics ہے۔ یہ دہشتگردی ہے یہ بندوق کے زور سے اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں۔ نہ ہم بنے ہیں نہ بنیں گے۔ ہم الیکشن لڑ کر آئے ہیں عوامی نمائندے ہیں ہم نے کس پر پابندی لگائی ہے؟ کہ آپ الیکشن نہ لڑیں۔ آئین پاکستان سبز کتاب اور سبز حلالی پرچم کے سائے تلے آپ آئیں الیکشن لڑیں اُس کرسی پر بیٹھیں کل ڈاکٹر مالک ادھر بیٹھا تھا آج ادھر بیٹھا ہے یہ جمہوریت ہے۔ اُس کرسی پر بیٹھیں اس صوبے کو چلائیں۔ اس کرسی پر بیٹھیں ان پر تنقید کریں۔ نہیں جی ہم باہر بیٹھ کر گولی کی زبان میں انکو سبق سکھائیں گے۔ میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں پھر windup کرتا ہوں۔ میں ایک رات دیر تک بیٹھا رہا۔ ایک فون آیارات ڈیڑھ بجے، ایک جوان تھا۔ وہ جو نمبر ہوتے ہیں 1234+ ہاں جی کیا کر رہے ہیں میں نے کہا بیٹھا ہوں۔ آپ کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ میں نے کہا بھائی کیا ہو گیا رات کو خیر ہے۔ بس ہم نے آپ کو بہت برداشت کر لیا آپ اپنی گنتی شروع کریں۔ میں نے کہا بھائی آپ کون بول رہے ہیں مجھے اپنی تعارف تو کروائیں آپ ہیں کون صاحب۔ کہتا ہے کہ میرا تعارف جلدی آپ کو مل جائے گا۔ پتہ لگ جائے گا

میں نے کہا جناب آپ مجھے رات کو ڈسٹرب نہ کریں میں movie دیکھ رہا ہوں۔ یا جس حال میں بیٹھا ہوں مجھے میرے حال پر چھوڑو میں نے فون بند کر دیا فون دوبارہ آ گیا۔ آپ نے فون کیوں بند کر دیا۔ میں نے کہا کہ مجھے آپ سے کوئی خاص بات نہیں کرنی بس میری اتنی بات تھی میں نے آپ کو جواب دے دیا۔ کہتا ہے نہیں آپ کے بچے اور بچیاں جارہے اسکولوں میں کہا سب جارہے۔ میں پھر فون بند کیا تیسری دفعہ اُس نے پھر فون کی میں نے کہا میری بات سنیں کہ تم اتنے بے غیرت ہو کہ تم اپنا تعارف مجھے نہیں کر سکتے ہو کہ تم کون ہو اور کہاں سے بول رہے ہو۔ تم میرا کیا بگاڑو گے میں ڈے ون سے جب سے پیدا ہوا ہوں موت کو میں نے اس ہتیلی پر رکھا ہوا اور آج تک اس موت کے ساتھ میں کھیلتا ہوں۔ تم مجھے موت کی کیا دھمکی دو گے تم اتنے بے غیرت آدمی ہو۔ کہ تم اپنا تعارف نہیں کر سکتے ہو مجھ سے کہ میں کون بول رہا ہوں۔ اور تم مجھے موت کی دھمکی دے رہے ہو یا میرے بچوں کو میرے بچے سکول جارہے ہیں۔ ماروکس کو مارنا ہے۔ آج اس کو ڈیڑھ دو سال ہو گئے۔ یہ اس کی گیڈر بھپکیاں یہی چیزیں انہوں کیا آپ کی کیمونٹی پر اس قسم کے کر کے آدھے سے زیادہ لوگ آپ کے ہجرت کر گئے۔ صدیوں سے آباد یہاں پنجابی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے گھروں میں خط ڈالے گئے اُن کی پراپرٹیاں جو کروڑوں اربوں روپے کی تھیں سینکڑوں میں ہتائی گئی ہم تو اسی مٹی سے پیدا ہوئے ہیں ہم تو کدھر ہی نہیں جائینگے ایک سردار عبدالرحمن کو مارو گے زمرک خان کو شہید کر مولوی صاحب، ڈاکٹر مالک ہے۔ کتنوں کو مارو گے نہ مار سکتے ہو۔ ہر آدمی کا ایک وجود ہے ہر ایک کا ایک قبیلہ ہے مری اگر مجھے مارے گا تو وہ کہاں جائے گا کتنے لوہے کے کمروں میں بیٹھے گا بگٹی اگر مجھے مارے گا۔ وہ کہاں جائے گا کوئی اور سر مچا مارے گا وہ کہاں جائے گا۔ نہیں جناب یہ کوئی حل نہیں ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں واپس آ جائیں اسی مٹی سے پیدا ہوئے ہو اسی جناح روڈ کے فٹ پاتھوں پر یہ ڈاکٹر بھی بیٹھتا اور ہم بھی چائے کی پیالی منگوا لیتے تھے۔ یہ جو اپنے کو اس وقت بلوچستان کے قسمت کا مالک سمجھتے ہیں یہی یہاں فٹ پاتھ پر بیٹھے تھے۔ یہی جناح روڈ کی ایک ایک اینٹ اس چیز کی گواہ ہے کہ نواب بگٹی بھی اسی فٹ پاتھ پر بیٹھ کے بولان میڈیکل ہال میں ان کے بڑوں کا ڈاکٹر صاحب کے محمود خان اُن کے والد صاحب یہی فرح تھا یہی چائے تھی۔ یہی ہماری گروتھ انہی فٹ پاتھوں پر ہوئی ہے۔ واپس آئیں اس کو گلڈستہ بنائیں۔ اس خوبصورت صوبے کو اس میں ہر چیز ہے آج سی ایم صاحب کا ایک بڑا خوبصورت بیان تھا اُس نے کہا بس کرو ریکوڈک میں ہر son of soil یہاں جو بھی انسان رہتا ہے۔ بلوچستان میں پچیس سے تیس ہزار روپے اُس کو ڈیلی مل سکتی ہے۔ ہمارا تو اتنا خوش حال صوبہ ہے ہم منرل سے بھرے ہوئے ہیں۔ نہیں جی ہم ایکسپلوریشن نہیں کرنے دیتے ہے جی کوئلے کے ٹرک کو مارے رہے ہیں اُن کو نہیں نکلنے دیتے ہیں ہم

ماربل کے ٹرک نہیں جانے دیتے ہیں ہم کو سٹل کو۔۔۔ گوادر کو ایکٹیوٹ نہیں کر دیتے سینڈک کو ہم یہ کرتے یہ ایسے کیسے چلے گا۔ تو ایسے نہیں چل سکے گا پیار سے آتے ہیں بسم اللہ نہیں آتے ہیں بسم اللہ جنگ ہے۔ اس میں میری ایک گزارش ہے اس میں ہماری سیکورٹی ایجنسیاں بھی ملوث ہیں میں آپ کے الفاظ استعمال کرتا ہوں۔ وہ ہمیں مارتے ہیں جب ہم قبائلی طور پر ان کو مارنے جاتے ہیں تو پھر GHQ کو بھی کچکی شروع ہو جاتی ہے IG FC کو بھی سدرن کمان کو بھی چھوڑیں جی اگر آپ ان قلع قمع نہیں کر سکتے تو ہم قبائلی طور پر کر سکتے ہیں۔ قلعہ عبداللہ اگر ڈاکٹر حامد کا ہے تو وہ اپنی حفاظت کرنا خود جانتا ہے آپ اس کی راہ میں رکاوٹ نہ بنیں بارکھان ڈسٹرکٹ اگر کھیتروں کا ہے کھیتروں اپنی حفاظت کرنا جانتے ہیں۔ تربت کا Son of soil قومی لیول پر بیٹھا ہوا ہے خاران کا بیٹھا ہوا ہے آوران کا بیٹھا ہوا ہے ہر آدمی موجود ہے آپ ان کو نہ روکیں وہ راکٹ لانچر لے کر آتے ہیں اور ہمیں مار کر چلے جاتے ہیں۔ ہم ایک پٹل لگا کر آتے ہیں پکڑو جی E-13 لگ گیا۔ جوڈیشل مجسٹریٹ کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہیں وہ کہتا ہے اچھا تمہارے پاس پٹل تھا تین سال کیلئے قید۔۔۔

وزیر کھیل و ثقافت: سردار صاحب آپ نے ایوان میں لے کر نہیں آئے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: نہیں وہ میں نے اسپیکر سے کہا آپ اچھا کام کر رہے ہیں آپ نے انٹورنس دی ہے ایک صحافی صاحب تھے ان کا کارڈ چیک کیا تو ناراض ہو رہے تھے تو میں نے کہا کہ آپ کے کہنے پر ہم ہمیشہ پٹل باندھتے تھے۔ اگر ایک خاتون کو میں خراج تحسین پیش کروں گا میڈم اسپیکر! اگر ایک خاتون اس اسمبلی کا ماحول تبدیل کر سکتی ہے۔ تو چیف آف جھالاوان، نواب پھر چیف منسٹر کیوں وہ اس صوبے کا ماحول تبدیل نہیں کر سکتے۔ جناب اسپیکر! آپ بغیر کسی گارڈ کے بغیر پٹل لگائے بغیر بندوق اٹھائے آپ اسی جناح روڈ، لیاقت بازار، علمدار روڈ پرفٹ پاتھ پر بیٹھ ایک چائے کا چینک منگوائیں کیوں نہیں ہو سکتا؟ ہو سکتا ہے۔ ہم اپوزیشن والے ان کیساتھ تعاون کرنے کیلئے تیار ہیں۔ ہم ان کو بتائیں گے کہ کس طریقے سے یہ سسٹم چلتا ہے کیسے لاء اینڈ آرڈ کنٹرول ہوتا ہے کوئی سوال ہی نہیں اٹھتا ہے کیا آج یہ نئے بہادر پیدا ہو گئے یہ بیس سال پہلے بہادر نہیں آج یہ نئے بہادر بنے ہیں کہ یہ لوگوں کو مارتے ہیں۔ ان کی بہادری ان کی جوانمردی ہم نے دیکھی ہوئی ہے۔ یہ ہاتھ ہمارے آزمائے ہوئے ہیں یہ دُعا کریں جہاں انکو تحفظ مل رہا ہے آج تک ان کا تحفظ ان سے ختم ہو جائے۔ شیخ جعفر خان مندوخیل: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر! سردار صاحب ہمارے محترم ہیں۔ لیکن ٹائم مقرر کرنا اپوزیشن لیڈر کی حساب سے بول رہے ہیں وہ ٹھیک ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میں windup کر رہا ہوں میں جعفر خان صاحب کو ایک جواب دینا چاہتا ہوں۔ میرا پارلیمانی لیڈر اُس کے behalf پر جواب دے رہا ہوں۔
جناب چیئر مین: سردار صاحب آپ wind up کریں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: لیڈر آف دی اپوزیشن نہیں ہیں جناب چیئر مین میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں آخر میں ایک دفعہ پھر خراج تحسین پیش کروں گی اپنی سیکورٹی ایجنسیز کو اپنے چیف منسٹر کو اُن کے efforts کو، چاہے اس میں پولیس، ایف سی ریگولر آرمی یا ہماری ایجنسیز ہیں تو میں سب کو سلام پیش کرتا ہوں اور میں تعاون کی یقین دہانی کرتا ہوں اس قسم کے لوگوں کے قلع قمع کرنے کیلئے چاہے وہ بلوچستان کا ہے چاہے وہ ہندوستان کا ہے چاہے وہ بھوشن ہے یا اُس کو اسلامی نام کوئی بھی دے دیں۔ thank you very much

جناب چیئر مین: شکریہ ٹریڈری پنچر سے میرے پاس کوئی نام نہیں آیا ہے جی جعفر خان مندوخیل
شیخ جعفر خان مندوخیل: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب اسپیکر! آج جو تحریک التوا پر بحث ہو رہی ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہماری علاقائی سیکورٹی اور ملکی سیکورٹی کے لحاظ سے یہ بہت ایک اہم بات ہے۔ کافی وقت سے یہ کہا جا رہا ہے اور ہماری گورنمنٹ کی ایک اسٹینڈ ہے کہ جو کچھ یہاں تخریب کاری بلوچستان میں ہو رہی ہے چاہے وہ جس سائڈ میں ہو north میں south میں اس میں بیرونی طاقتیں اور قوتیں ان کو فنڈنگ کر رہی ہیں وہ اس میں ملوث ہیں لیکن دنیا کہتی تھی کہ ثبوت لائیں پریکٹیکل لائیں کوئی بھی جرم کرتے ہیں، قتل کرتے ہیں پیچھے ثبوت نہیں چھوڑتے ہیں لیکن وہ کدھری نہ کدھری پھس جاتے ہیں۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑا ثبوت ہے کہ انڈیا کا ایک سینئر آفیسر را کا پکڑا گیا گیا ہے پاکستانی ٹریڈی کے اندر بلوچستان میں خصوصی طور پر تو یہ اس چیز کا ثبوت ہے کہ باقاعدہ اُن کو monitor کر رہے ہیں باقاعدہ اُنکی programming کر رہے ہیں باقاعدہ ان کو training دے رہے ہیں باقاعدہ اُن کو میدان میں اُتار رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا ثبوت یہی ہے اب گورنمنٹ آف پاکستان یا ہماری فیڈرل گورنمنٹ یا وزارت خارجہ اس کیس کو کس طرح لیڈ کرتی ہے اقوام متحدہ میں انٹرنیشنل کمیٹی کے ساتھ، ویسٹ کے ساتھ یورپی یونین کے ساتھ۔ جس کی یہ ثبوت آپ کے سامنے آگئے ہیں تو یہ جنگ ہم پر Imposed ہے۔ یہ جو ہو رہا ہے۔ میں کہتا ہوں political settlement کے ہم تو شروع سے حق میں ہیں کسی چیز کا کوئی بہتر حل نہیں political settlement سے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ جو قتل عام بیگناہ لوگ مارے جاتے ہیں۔ لاکھوں لوگ مارے گئے۔ ان تمام جنگوں میں ان سب کے پیچھے میں سمجھتا ہوں کہ اس

سے ملحقہ ایجنسیوں کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ ان فورسز کی کارروائی کے نتیجے میں، را، کے ایجنٹ کی گرفتاری عمل میں آئی اور اس ایک بندے کی گرفتاری عمل میں آنے کی وجہ سے وہ پورا نیٹ ورک وہ بھی اب انشاء اللہ ٹریس آؤٹ ہو جائیگا جو تخریب کاری ملوث تھے۔ یہاں سردار صاحب نے بہت ڈیٹیل سے اس کے اوپر بات کی۔ میں صرف اہم نکات جو ہیں ان کی طرف آپ کی توجہ دلاؤنگی۔ میرے نزدیک جو سب سے بڑا lack آ رہا ہے اگر ہم لوگ یہاں تحریک التوا کو لانے کا منظور کرنے اور اس ہاؤس کے اندر اس کو ڈی بیٹ کرنے کا مقصد کیا تھا۔ یہ ٹھیک ہے فورسز کی کارروائی کے نتیجے میں یہ سب کچھ ہوا۔ اس کا سب سے بڑا جو aim ہے وہ یہ کہ جو کچھ ہوا ہے جو کارروائی ہوئی ہے اس کے بعد معاملات کیسے اٹھے اس کے بعد کیسے اس کو ہینڈل کیا جائے۔ کیونکہ ہمیں کچھ تشویش ہے جس کی وجہ سے ہم بول رہے ہیں۔ جیسا کہ اس دن تحریک التوا پیش کی گئی تو مولانا واسع صاحب نے خود کہا کہ ریمنڈ ڈیوس کا جو واقعہ پیش آیا اس کے بعد ہم سب کے تحفظات ہیں۔ ہمارے وزیر اعظم کی خاموشی اور ابھی تک خاموشی، ابھی تک اس واقعہ کو ہوئے کافی ٹائم گزر گیا ہے۔ اس کے باوجود وزیر اعظم کی اور وزیر داخلہ کی اس چیز پر خاموشی ہمیں بولنے پر مجبور کر رہی ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم یہ سنیں اُن سے کہ اس کے بعد آگے حکمت عملی کیا ہے۔ یہاں جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان سے انکو انری ہوئی ہے ہم تک میڈیا کے تھرو یہ باتیں پہنچ رہی ہیں۔ کہ پانچ سومزیدان کے ایجنٹس وہ پاکستان کی حدود میں پائے جاتے ہیں۔ یہاں ایک بات ہو سکتی ہے۔ میری باتیں بہت بری لگتی ہیں لوگوں کو اس لئے کہ وہ حقائق پر مبنی ہوتی ہیں اور بڑی اسٹریٹ فارورڈ ہوتی ہیں۔ ہمارا مشیر ہے سلامتی کے وہ فون کر کے اطلاع دیتے ہیں اپنے ہمسایہ ملک کو کہ آپ کے ملک میں اتنے اتنے دہشتگرد جو ہیں وہ داخل ہو گئے ہیں۔ آپ اپنی بچاؤ کر لیں۔ وہ اس کے بعد ان کی مرضی ہے۔ اور وہاں سے آپ کو جواب کیا ملتا ہے کہ ان کی خیر سگالی کے طور پر آپ کے ملک میں را کے ایجنٹ چھوڑے گئے ہیں کچھ خدا کا خوف کریں۔ ہم نے اپنی ایجنسیاں اس لئے نہیں پالی ہوئی ہیں۔ میں بڑے سخت الفاظ استعمال کر رہی ہوں اگر کسی کی دل آزاری ہو رہی ہے تو میں پیشگی معافی چاہتی ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس ایجنسیوں کو اس لئے نہیں پالا ہوا ہے کہ یہ ہماری حفاظت کریں۔ ہم نے ان کو اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ یعنی اگر میری اطلاع پر فلاں ملک خوش ہو رہا ہے تو یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے۔ میرے ملک کے اندر ہمارے ناک کے نیچے کیا ہو رہا ہے ہماری ایجنسیاں اس سے بے خبر ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں اب اُن چیزوں کی طرف آؤنگی کہ ہو کیا رہا ہے۔ میری نظر میں جمہوریت جس کو کہا جاتا ہے اور جس کے لئے ہم خود یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اگر ہم نے اس عمل کو سپورٹ نہیں کرنا تو کس نے کرنا ہے۔ جمہوری طاقتوں کو جب تک آپ آن بورڈ

نہیں لیں گے جو کہ میں دیکھ رہی ہوں۔ ابھی سردار صاحب نے کہا کہ ہمیں اس پر بریفنگ ملے گی جو ہم پچھلے سیشن سے سنتے آرہے ہیں جو آپ نے بھی سنا ہوگا۔ وہ کب ملے گی؟ وہ تو خدا بہتر جانتا ہے۔ اس ہاؤس کے اندر جو رپورٹیں بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس پورے صوبے کو رپورٹ کر رہے ہیں ہم میں سے کسی ایک کو بھی یہ علم نہیں ہے کہ نیشنل ایکشن پلان تھا اس کی accordingly کیا ہونے جا رہا ہے وفاقی سطح پر کون سے steps اٹھائے جا رہے ہیں تو میں یہاں اس فورم کے توسط سے صرف ایک گزارش کرتی ہوں کہ جب تک آپ اپنے اس مقدس ایوان کو آن بورڈ نہیں لیں گے، لوگ جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس قابل ہیں کہ آپ کی help کر سکتے ہیں آپ کی فوج کا کیا کام ہے، آپ کی ایجنسیوں کا کیا کام ہے، جا کے اپنے بارڈر کی حفاظت کیجئے۔ آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ میلوں ٹھیلوں میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ یہ کر رہے ہیں کہ فلاں میلہ ہو رہا ہے اور یہ ہو رہا ہے۔ خدا کا واسطہ ہے یہاں ہمارے منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کی پوری منسٹری ہے اس کیلئے۔ اور پھر میڈیا سے مجھے یہ شکایت ہے کہ وہ ان غیر جمہوری قوتوں کو جتنی نمایاں کورٹیج دیتے ہیں خدا را میں نے آج تک نہیں دیکھی کہ اس ایوان کو کبھی انہوں نے دی ہو۔ یہاں بیٹھے ہوئے لوگ کیا سوچ رکھتے ہیں۔ وہ کیا حکمت عملی اپنانا چاہتے ہیں۔ میں نے آج تک اخباروں میں نہیں پڑھا۔ میں نے آج تک نہ ہی میڈیا پر دیکھا۔ ٹی وی کی تو میں بات ہی نہیں کرتی ہوں کیونکہ انہوں نے تو ہم سے جو سلوک کیا ہوا ہے، اُس کو تو ہم بارہا اس فورم پر اٹھانے کے باوجود بھی ہم اپنی بات نہیں منوائے۔ تو میں صرف یہ چاہوں گی کہ وزارت داخلہ اور وزارت خارجہ ہماری وفاقی سطح پر اس وقت ان کی جو کارکردگی وہ صفر ہے۔ ان کو update کرنے کی ضرورت ہے۔ وفاق کا آپ کی صوبائی حکومت سے کتنی کوآرڈینیشن ہے آغا لیاقت نے فرمادیا کہ ہم وہاں پر کسی بھی سلسلے میں جاتے ہیں تو ہمیں کس طرح ٹریٹ کرتے ہیں آپ نے سن لیا خود۔ تو اس طرح کے جب مسائل ہونگے تو آپ کس طرح سے اپنے ایک، مطلب ابھی تو ہم اپنے بلوچستان کا کہہ رہے ہیں نہ ہم ایز پاکستانی اپنے پاکستان کو کیسے بچائیں گے وزیراعظم بڑے خوش ہیں کہ وہاں سے انڈیا کا وزیراعظم آجاتا ہے ان کی ذاتی فنکشن میں وہ کس طرح آیا وہ آپ نے بھی دیکھا میں نے بھی دیکھا اُس وقت ہمارے وزارت داخلہ کو علم ہی نہیں تھا اس کا۔ یعنی میں نے اپنے ذاتیات تک جو مسائل رکھنی ہے وہ اس طرح ہو جائے اور جہاں ملک کی بات آئیگی وہاں ہم نے چپ کاروزہ رکھ لینا ہے۔ تو یہ تشویش ہے جو ہمیں لاحق ہے جس نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم ان چیزوں کے اوپر بحث کریں اور اس ایوان کے جتنے بھی معزز ممبران ہیں ان سے میری ریکویسٹ ہے کہ جب تک ہم جو اینٹ ہو کے اکٹھے ہو کے اپنی حیثیت نہیں منوائیں گے آپ کو کوئی نہیں سنے گا۔ ہمیں کوئی نہیں سنے گا اس اہم ایشو پر آج بحث تھی یہاں کتنے

لوگ بیٹھے ہیں اس چیز کیلئے اس کو ڈسکس کرنے کیلئے کتنے ذمہ دار بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے تو موجودہ وزیر اعلیٰ بھی بے بس نظر آتا ہے اس سلسلے میں۔ ان کی priority نہیں ہے یہ۔ ان کو ہونا چاہیے یہاں آپ کو اپنی پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینا چاہیے۔ جب سے سیشن شروع ہوا ہے وہ کتنی دفعہ آئے ہیں یہاں پر؟۔۔۔ (مداخلت) گیلو صاحب آپ کچھ فرما رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: آپ پھر اپنی باری میں بولیں پلیز۔۔۔

محترمہ شاہدہ رؤف: وزیر اعلیٰ کو میں نے ہمیشہ کریٹیسٹسز کیا ہے۔ جب تک وہ اس سیٹ پر رہے ہیں لیکن آج وہ نہیں ہیں تو میں ان کو appreciate کرونگی۔ کہ انہوں نے کم از کم اس پارلیمنٹ کا تقدس اس حوالے سے ضرور کیا ہے کہ وہ ہمیشہ یہاں آئے ہیں۔ اور یہ ایک بہت بڑا کنٹری بیوشن ہے جو انہوں نے دیا ہے میں expect کرونگی کہ ہمارے موجودہ وزیر اعلیٰ کی پرائزٹیٹی بھی یہ ہاؤس میں ہونا چاہیے ہمارے جتنے ممبرز ہیں ان کا بھی یہی ہونا چاہیے کہ ہم نے اس ہاؤس اس ایوان کو وہ حیثیت خود دلوانی ہے جس کا یہ متقاضی ہے تو یہ دو تین باتیں جو شاہد کر دی بھی ہیں لیکن حقیقت ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئر مین: زمر کا صاحب پہلے ٹریژری بیج کی طرف سے اگر کوئی بولے۔ جی آغا صاحب۔

آغا سید لیاقت آغا: جیسے آپ کا حکم جناب چیئر مین صاحب! شکریہ جی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئر مین! آج کا یہ موضوع واقعی بڑا اہم ہے اور یہ پورے ہاؤس کا میرے خیال میں جتنے بھی ہمارے خیالات ہیں وہ ایک ہیں لیکن تھوڑا سا فرق ہے اس میں۔ محترمہ نے بڑی اچھی تقریر کی۔ کم سے کم مجھے آج یہ فخر ہے کہ ڈھائی سال جو ہمارا سربراہ رہا ہے آج اُس نے یہ ایڈمٹ کیا ہے کہ وہ اس قابل تھا کہ وہ اس ہاؤس کو چلا سکے اس صوبے کو چلا سکے۔ شکریہ میری طرف سے اس کا۔ جناب چیئر مین! یہ کتنی بڑی افسوس کی بات ہے کہ ایک spy وہ ملک میں داخل ہوتا ہے، وہ ملک کے ایک حصے میں جاتا ہے، وہاں لوگوں سے contact کرتا ہے اور پھر برملا وہ کہتا ہے جب وہ پکڑا جاتا ہے یہ مجھے معلوم ہے کہ یہ ویسی ہی قصہ ہے جس طرح وہ اغوا شدہ گورنر صاحب کا بیٹا ایک دم ٹی وی پر وزیر داخلہ نے کہا کہ فلاں نے attack کیا فلاں نے کارروائی کی اور بازیاب ہو گیا اور ترجمان بلوچستان نے فوراً کہا کہ جی ہم نے بڑا attack کیا اور وہ بازیاب ہو گیا۔ بعد میں اس نے بیان دیا کہ میں سلیم ہوٹل میں بیٹھا تھا روسٹ کھا رہا تھا اور خود آیا اپنے والدہ کو ٹیلیفون کی اور وہ مجھے لے گیا۔ بہر حال بات یہ ہے کہ میں اس سلسلے میں یہ کہوں گا جناب چیئر مین! کہ کیا ہماری وہ ایجنسیاں جو اس وقت ہم کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ کیا ہماری وہ ایجنسیاں جو دوسرے اسٹیج پر اپنے آپ کو بڑی superior

کہتی ہیں اور اربوں روپے وہ خرچ کر رہی ہیں اس کا بجٹ ہے۔ کیا ان میں کوئی کوآرڈینیشن وہ کوئی کوآرڈینیشن مجھے نظر نہیں آتا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ نہ وہ کسی فرد کے اغوا شدہ فرد کا اتا پتہ معلوم کر سکتے ہیں، نہ وہ ملک میں کسی spy کو تلاش کر سکتے ہیں نہ وہ ملک میں کسی دھماکے کی نشاندہی کر سکتے ہیں بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب دھماکہ ہو جاتا ہے جب کوئی attempt ہو جاتا ہے جب کوئی قتل کیا جاتا ہے تو پھر آتے ہیں کہ جی فلاں ایجنسی نے فلاں وقت ایک ہفتہ پہلے اطلاع دی تھی کہ یہ کام ہونے والا ہے۔ جب یہ کام ہونے والا ہے آپ لوگ کیوں اس کو نہیں روکتے ہو۔ آپ کو کس طریقے سے پتہ چلا کہ یہ کام ہونے والا ہے۔ یعنی یہ ساری وہ باتیں ہیں جو ہوا میں تیر چلانے کے مترادف ہیں۔ جناب چیئرمین! میں کوئی آٹھویں کلاس میں پڑھ رہا تھا ابھی مجید خان صاحب کے ساتھ بات کر رہا تھا امریکہ میں ایک Russian spy پکڑا گیا تھا جس کا نام میرے خیال میں میٹلی میلن کچھ اس طرح کا تھا اور اس زمانے میں خورشوب صدر تھا Russia کا اور بانی زنا آور جو تھا وہ امریکہ کا صدر تھا۔ اُس spy کو پکڑا گیا اور اس پر باقاعدہ مقدمہ چلایا گیا اور ساتھ ہی ساتھ اُس فیلڈ میں جو بھی امریکن اینٹی ملی جنس تھے ان کو سسپینڈ کیا گیا۔ that is on the record آج ہمارے گواد کے نزدیک جس پر ہم اتنا ولولہ کر رہے ہیں کہ جس سے ایشیا کے خطے کا مستقبل تبدیل ہو جائیگا، تقدیر بدل جائیگی اُس پر ایک انڈین spy وہ آتا ہے وہاں پتہ نہیں وہ پہلے کتنے دفعہ آیا ہوگا اس کا کوئی پتہ یہ لوگ نہیں لگا سکتے ہیں۔ بھوشن صاحب تشریف لاتے ہیں۔ وہاں جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ کر گئے اور اب بھی میرا یہ خیال ہے کہ اس spy کو شہدادھر کے لوکل آبادی نے پکڑا لیا ہو۔ وزیر داخلہ تشریف بھی رکھتے ہیں وہ تو بتادیں لیکن ہم یہ حق رکھتے ہیں کہ یہ ہمیں بتایا جائے اس ہاؤس کو اعتماد میں لیا جائے کہ اس spy کو کیا اس جاسوس کو کس نے پکڑا؟ کس طریقے سے پکڑا گیا؟ آیا جو ہمارے اربوں روپے ضائع کر رہے ہیں جو ایجنسیاں اینٹی جنس ایجنسیاں انہوں نے پکڑا ہے انہوں نے کوئی اطلاع دی ہے یا اس غریب صوبے کے غریب آدمی نے محبت وطنی کا ثبوت دیتے ہوئے اس آدمی کو پکڑا ہے۔ یہ ضرور اس کا پتہ لگانا چاہیے جناب چیئرمین! میں اس کا سخت مخالف ہوں۔ جعفر خان صاحب نے بالکل ٹھیک کہا۔ اس کو ہمیں ہر سطح پر اٹھانا چاہیے۔ انٹرنیشنلی، نیشنلی، ایشیا میں جس جس آرگنائزیشن جس جس بھی ٹریڈ آرگنائزیشن یا جس جس کا پاکستان ممبر ہے، اُن سب میں اس کو اٹھانا چاہیے۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ یہ شخص پکڑا گیا۔ یہ شخص ایران سے اٹھ ہوا۔ ایران کا پریذیڈنٹ یہیں تھا۔ ان سے کہنا چاہیے تھا کہ جی آپ کی بارڈر کی طرف سے جو کچھ بھی ہماری طرف آتا ہے اس کو آپ کنٹرول کریں۔ کوئی نہیں ہوا۔ پھر اس کے بعد جناب چیئرمین! یہ تو علیحدہ بات ہے کہ یہ اب کہتے ہیں کہ اس فورم پر اس کو اٹھائیں گے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم ہر اُس

مداخلت کا جو جہاں بھی ہوتا ہو، اُس کو کنڈم کرتے ہیں۔ جو بھی ملک جس بھی ملک کی آزادی جس بھی ملک میں مداخلت کرتا ہے، ہم اُس کو کنڈم کرتے ہیں۔ ہم اپنے ہمسایوں کے ساتھ اچھے تعلقات کے خواہاں ہیں۔ ہم اپنے ہمسایوں سے بھی یہی توقعات رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے ملک کی آزادی کو ہمارے ملک کو بالکل اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں اور اس میں کوئی مداخلت نہ کریں۔ یہی چیز ہمیں بھی کرنی چاہیے۔ ہم کو بھی اپنے تمام ہمسایوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات رکھنے چاہیے۔ ہم کو بھی اپنے تمام ہمسایوں کے ساتھ ان کے کسی بھی اس میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ کسی بھی علاقے میں خواہ وہ مغرب کی طرف ہو خواہ وہ جنوب کی طرف ہو خواہ وہ مشرق کی طرف ہو خواہ وہ مغرب کی طرف ہو کوئی بھی اس ملک کی آزادی کا، اس ملک کی استحکام کا ہمیں عزت کرنی چاہیے ہمیں اس میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے جناب چیئرمین! آپ اندازہ لگائیں کہ اس وقت دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے جس طرح جعفر خان صاحب نے کہا کہ ایک طرف میڈل ایسٹ میں آگ لگی ہوئی ہے دوسری طرف آپ دیکھیں کہ فار ایسٹ بھی محفوظ نہیں ہے۔ فار ایسٹ میں بھی یہ چیزیں ہو رہی ہیں۔

سر دار عبدالرحمن کھٹیران: میں نے بھی تقریر کی تھوڑی میری بھی تعریف کر دیں۔

آغا سید لیاقت علی: لالا! آپ نے تو سارا اٹھا، اٹھا کر کے اُدھر بارکھان میں ختم کیا۔ تو اب بات یہ ہے کہ انٹرنیشنل یہ آگ لگی ہوئی ہے۔ اس آگ میں ہمیں کو دنا نہیں چاہیے اس آگ میں ہمیں جانا نہیں چاہیے ہماری پالیسیز ہماری جو فارن افیئرز کے پالیسیز یا مشیر ہیں ان کو یہ سوچ رکھنا چاہیے کم سے کم قوم کو اعتماد میں لیکے ان کی پالیسی ہے کیا؟ جس طرح محترمہ نے فرمایا کہ انہوں نے ٹیلیفون کیا کہ آپ کی طرف تو وہ آ رہا ہے اور ہمارے گلشن اقبال پارک کا جو ہے اس کو پتہ نہیں چل رہا ہے۔ یہاں 65 آدمی شہید ہو رہے ہیں وہاں کوئی شہید نہیں ہوا ہے اس کو ٹیلی فون کیا کہ جی آپ کی طرف یہ یہ آ رہے ہیں اور اپنے گھر کا اس کو پتہ نہیں ہے۔ تو ہمیں اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ ہمارے وزیر داخلہ صاحب بڑے محترم ہیں، بڑی اچھی speech کرتے ہیں لیکن بڑے اچھے موقع پر وہ غائب ہو جاتا ہے۔ اب پھر دھرنا ہے، دھرنے کے موقع پر غائب ہے وزیر خارجہ صاحب پتہ نہیں کہاں ہیں۔ تو ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک ملک کے گورنر صوبے کے گورنر کو قتل کیا گیا۔ اُس آدمی کو کورٹ نے مارا۔ کورٹ نے اس کو پھانسی دی اس کو پھانسی دی گئی جیسے بھی ہے جائز یا ناجائز اُس کو کورٹ نے پھانسی دی۔ آج دھرنے والے بیٹھے ہیں اس کا چہلم منا رہے ہیں۔ اس کو کسی کو بھی پتہ نہیں ہے کہ یہ چہلم میں لیاقت باغ سے یہ زیرو پوائنٹ تک آئے اور پھر زیرو پوائنٹ سے ڈی پوائنٹ تک آئے یہ کیسے آئے؟ اس میں ہماری ایجنسیاں فیل ہیں۔ پھر اس کے بعد آپ دیکھیں کہ یہ لوگ

ڈی پوائنٹ پر آ کر کے وہاں بیٹھے ہیں مختلف جگہوں کو آگ لگائی اور ان کے ویڈیوز ہیں۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں کیا ہے۔ ہمارے ساتھ negotiations کیا جائے بقول سردار صاحب کے جیسے کہ ان کے ساتھ اب کس بات پر آپ negotiation کرو گے؟ کیوں کرو گے آپ اس کے ساتھ؟ تو یہ ایسی پالیسیاں ہیں جس میں یہ ہماری ملک کی کمزوریاں جو ہیں وہ شامل ہیں۔ آپ خود اندازہ لگائیں جناب چیئرمین! کہ اس وقت ایجنسیوں کو نہ اندرونی پتہ ہے نہ کہ بیرونی پتہ ہے۔ ہمیں اپنے ایجنسیوں کو یہ کہنا چاہیے کہ وہ آپس میں کوآرڈینیٹ کریں چار پانچ ہماری مختلف ایجنسیاں ہیں ان کی کوئی کوآرڈینیشن نہیں ہے ان کو کوآرڈینیٹ کرنا چاہیے۔ ایک دوسرے کے ساتھ اپنے خیالات وہ شیئر کرنے چاہیے۔ اور پھر اس کے بعد ہمارے داخلہ منسٹری کو اس کے ساتھ کوآرڈینیٹ ہونا چاہیے۔ اس کے بعد ہمارے فارن آفیزرز کے مشیر صاحب ہیں اس کے ساتھ ہونا چاہیے۔ تو یہ سارے جب ہونگے تب ہم اس علاقے میں اس ملک میں محفوظ ہونگے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ کچھ لوگ ناراض ہیں کچھ لوگ اس کو کیا سمجھتے ہیں۔ لیکن آپ کے پاس اگر بیسک چیز ان کی جو انٹیلیجنس رپورٹ ہے اگر وہ correct ہے تو پھر یہ لوگ چاہے باہر بیٹھے ہیں چاہے اندر بیٹھے ہیں کچھ نہیں کر سکیں گے۔ لیکن اگر آپ کی ایجنسیاں اس میں فیمل ہیں وہ یہ پتہ نہیں لگا سکتے ہیں کہ تفتان سے ایک بس چلتا ہے اس کو اڑا دیا جاتا ہے ساڑھے تین سو میل ملک کے اندر آتا ہے۔ اور پورا علاقہ ویران ہے اس میں ایک گاڑی جو چلتی ہے اس کو پتہ چلتا ہے کہ وہ کہاں جاتا ہے۔ جو واقعہ مستونگ سے آگے ہوا اس کا کسی کو پتہ نہیں کسی انٹیلیجنس ادارے نے اس کا وہ نہیں لگایا۔ پھر آپ اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ہماری انٹیلیجنس ایجنسیاں کیا کرتی ہیں۔ ہماری انٹیلیجنس ایجنسیوں کو تو چاہیے کہ ایک ایک پتہ اگر ہلے تو ان کو پتہ چلے اس کا اس کو اطلاع دینی چاہیے گورنمنٹ کو انفارم کرنا چاہیے کہ آپ کے ہاں یہ ہو رہا ہے یہ ہونا چاہیے اور اس کو اس طریقے پر secure کر سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین میری اس سلسلے میں یہ استدعا ہے کہ ہماری ایجنسیاں آپس میں کوآرڈینیٹ کریں۔ بجائے اس کے کہ دوسروں کو اطلاع دیں کہ جی آپ کے ہاں یہ ہونے والا ہے اپنے گلشن اقبال کا خیال کریں۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ ایک پارٹی، میں اُس کا نام تو نہیں لوں گا اس کے لیڈر آج کہتے ہیں کہ جی ہم فلاں سے فنڈنگ لے رہے تھے ہم فلاں سے فنڈنگ لے رہے تھے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ بیس سال سے ایک پارٹی دشمن ملک سے فنڈنگ لے رہی ہے۔ اور ہماری ایجنسیاں خاموش بیٹھی ہیں۔ یا تو، آگے پھر وہ سوالیہ نشان ہے کہ وہ ہے۔ یا پھر یہ ہماری ایجنسیاں فیمل ہیں بارہ مئی کا واقعہ ہوا۔ وہ بھی یہی چیز ہے ہر ایجنسی کی رپورٹ، وکیلوں کو جلا یا گیا کراچی میں، وہ بھی چیز ہے کہ ہماری ایجنسیاں فیمل ہیں تو میرا مقصد یہ ہے کہ ملک کی حفاظت پر ہم احترام کرتے ہیں اس چیز کو کنڈم

کرتے ہیں۔ یہ جیسے جعفر خان صاحب نے کہا بالکل ہم اس کو مشترکہ قرارداد کی صورت میں لائیں کہ اور مشترکہ قرارداد پاس کی جائے جناب چیئر مین! شکریہ آپ نے مجھے سنا ہے، بڑی مہربانی۔

جناب چیئر مین: شکریہ آغا صاحب، انجینئر زمر خان صاحب، سردار صاحب please

انجینئر زمر خان اچکزئی: جناب چیئر مین صاحب! اس پر بہت تفصیلی بات ہوئی۔ ہمارے سردار

صاحب، جعفر خان صاحب اور لیاقت آغا نے بات تو ایک ہی طرح کی کی گئی ہیں، تھوڑا انداز شاید مختلف ہوں۔

کیونکہ ہمارا بلوچستان صوبہ ایک بہت اسٹریٹیجک لیول سے بہت اہمیت کا صوبہ ہے پورے پاکستان میں۔

کیونکہ ہمارے ایک سائیڈ پر افغانستان ہے ایران اور کوئٹہ ہے سمندر ہے جو ہمارا ہزار کلومیٹر اور ایک بڑا رقبہ رکھتا

ہے 43% آف پاکستان اور سب سے زیادہ دہشتگردی اور تخریب کاری بھی اسی صوبے میں ہو رہی ہے۔ یہی

مسئلے ہیں کہ ہمارے جو ایجنٹس ہیں یا ”را“ کے ایجنٹس آتے ہیں یا کسی اور کے ایجنٹس آتے ہیں چاہے جدھر

سے بھی ہوں۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ ”را“ کے ایجنٹ تو آگئے اسی اخبار میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جو یادو ہے یا جو

حسین مبارک کے نام سے یہاں طویل عرصے سے رہ رہا ہے۔ یہ خود لکھ رہا ہے۔ کیونکہ ہمیں تو پتہ صرف اس

اخباری تراشے سے ملا ہے۔ اندر کا نہ تو ہماری ایجنسیوں کو پتہ چل رہا ہے کہ ایجنسی کیا کر رہی ہے۔ نہ جو فارن

پالیسی بنتی ہے ان کا ہمیں کچھ پتہ چل رہا ہے۔ نہ ہمیں interior policy کا کچھ پتہ ہے۔ صرف اخباروں

میں جو دیکھتے ہیں وہی ہیں۔ اندر جو ہو رہا ہے اس کا کسی کو بھی میرے خیال سے اس ہاؤس میں کسی کو بھی پتہ نہیں

ہوگا۔ جس طرح لیاقت آغا نے کہا کہ جو پارٹیوں کے لیڈر بھی اس میں انوالو ہیں کہ ”را“ کے ایجنٹ نے باقاعدہ

اس نے کہا ایم کیو ایم کے لیڈر پر یہی الزام لگایا کہ وہ ”را“ کا ایجنٹ ہے۔ اس طرح صاف کہنا چاہیے۔ اور اُس

الطاف حسین کو پالا کس نے ہے؟ اُس کو بڑا کس نے کیا اس کو یہاں تک پہنچایا کس نے؟ اور اس کی پارٹی کے لوگ

ابھی تک بڑے بڑے عہدوں پر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن وہ بھی ہم نے اخبار میں ہی پڑھا ہے۔ وہ اس پریس کے

ذریعے ہمیں پتہ چلتا ہے چاہے وہ الیکٹرونکس ہو چاہے وہ میڈیا ہو جو بھی میڈیا ہو پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرونکس

میڈیا ہو۔ یہ جو ”را“ کے ایجنٹ داخل ہوتے ہیں کس طرح داخل ہوئے اور طویل عرصے سے وہ کس کی خامی

ہے جو طویل عرصے سے Syria میں وہ رہ رہا ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے اس ایجنسی کو جس نے ان کو arrest کیا

وہ ایک ایجنسی ہوگا مختلف ایجنسیاں نہیں ہے۔ اُس کو تو میں شاباش دوں گا۔ اس کو تو appreciate کروں گا کہ

اس نے تو ایک بڑا ایجنٹ پکڑا ہے وہ را کا انڈیا کا میرے خیال سے آرمی کی ایک وہاں افسر ہے لیکن یہ جو رہتے

ہیں عرصے سے اور یہ بھی کہتے ہیں ایک sectarian اور یہاں جو علیحدگی پسند، وہ ایک ہی مسئلے میں نہیں پھنسا

ہوا ہے ان دونوں چیزوں میں اس کی انوائمنٹ ہے۔ کتنے لوگ مارے جاتے ہیں کس کی وجہ سے مارے جاتے ہیں سنی، شیعہ کے نام پر جو مارے گئے کس کی وجہ سے؟ ہمارے جو سٹوڈنٹس باچا خان یونیورسٹی میں اور اے پی ایس کالج میں جو ہمارے بچے شہید ہوتے ہیں جس کو ابھی تک اپنے مستقبل کا پتہ نہیں ہے، کون کر رہا ہے؟ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ تشدد کا تشدد سے جواب دیدیں ہم کہتے ہیں کہ ہم باچا خان کے پیروکار ہیں ہم عدم تشدد کے فلسفے کے سپاہی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ امن، اس سے امن جڑا ہوا ہے امن لانے کے لئے آپ نے وہ راستہ اپنانا ہے کہ یہ نہیں کہ انڈیا ہمارے پاس ایجنٹ بھیج دیتا ہے تو ہم انڈیا بھی بھیج دیں ہم ایران بھی بھیج دیں۔ جنگ لڑینگے تو سامنے لڑینگے ایسا نہیں کریں گے کہ ہم دھاکے کرتے رہیں گے ہم دوسرے کی جان لیتے رہیں۔ ہماری خرابی ہے۔ آپ ایران کا بارڈر دیکھ لیں کس طرح انہوں نے اپنی پروٹیکشن وال لگائے ہوئے ہیں۔ آپ انڈیا کی جو پروٹیکشن وال ہے کوئی نہیں جاسکتا ہے اور ہماری بارڈرز کی کیا حالات ہے آج تک ہزاروں لوگ آتے ہیں ہزاروں لوگ جاتے ہیں۔ یہی تو مسئلہ ہے۔ اور جب ہم بات کرتے ہیں ان پالیسیوں کی اگر ہم ان پر تنقید کرتے ہیں تو پتہ نہیں ہے ہم پر پھر کیا نام لگائے جاتے ہیں کہ یہ کون ہوتے ہیں۔ بھئی ہم یہاں پر الیکٹریڈ ممبرز ہیں ہم اس صوبے کے جو یہاں آئے ہوئے ہیں اپنے عوام کی نمائندگی کے لئے ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم بلوچستان کے عوام کے لئے آواز اٹھائیں ان کو ایک اچھی سی زندگی دیں اپنے بچوں کو ایک پرام مستقبل دے سکیں اور یہی کہ ایجنٹ جب آتے ہیں چاہے وہ انڈیا سے چاہے افغانستان سے چاہے ایران سے ہوں، ہم ان کی حمایت کبھی بھی نہیں کرتے ہیں لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہماری ان ایجنسیوں کو جس طرح انہوں نے کہا کہ ان ایجنسیوں کی کارکردگی کو بھی دیکھنا چاہیے کہ کیوں خامی ہے ہماری ایجنسیوں میں کہ وہ لوگ اندر آ کے۔ ہم اس کو اندر ہی گرفتار کرتے ہیں ہمیں چاہیے کہ بارڈر پر گرفتار ہوتے تو بہت اچھا ہوتا۔ جب وہ پاکستان میں قدم رکھتا ہے تو ہم اس وقت گرفتار کرتے تو کتنی اچھی خوشخبری ہوتی کہ جی ہماری ایجنسیوں میں اتنی طاقت ہے کہ کوئی بھی چیز آجائے تو اسی وقت پتہ چلتا ہے۔ وہ تو طویل عرصے سے اتنی تباہی کر کے ابھی یہ گرفتار ہوا ہے۔ تو طویل عرصے سے ادھر بیٹھا ہوا تھا کہ وہ سارا پلاننگ کر رہا تھا ہمیں مار رہے تھے دہشتگردی کر رہے تھے تخریب کاری کر رہے تھے بم بلاسٹ کر رہے تھے۔ لوگوں کو پلاننگ دے رہے تھے۔ لوگوں کو بریفنگ دے رہے تھے۔ تو یہ سب تو ہوا ابھی پتہ نہیں ان کے پیچھے اور کتنے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں میں مختصراً اتنا کہوں گا کہ یہ جو دوست اور دوست ہوتا ہے دشمن، دشمن ہوتا ہے ہمیں اپنے دشمن اور دوست کا پتہ ہونا چاہیے۔ یا تو جب ہم دوستی کی بات کرتے ہیں تو بھی غداری کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جب دشمنی کی کرتے ہیں ہمیں تو پتہ ہی نہیں ہوتا ہے۔ کچھ دن پہلے میں نے کہا یہ

سرٹیفکیٹ کس کے پاس ہے کہ یہ پاکستانی ہے اور یہ غدار ہے کم از کم یہ ڈیپارٹمنٹ ہے کچھ عرصے کیلئے دیا جائے کہ ہم بھی کسی کو پاکستانی ہونے کا سرٹیفکیٹ دیدیں۔ بابا یہاں سب پاکستانی رہتے ہیں اگر ہم نے بات کی تو کہتے ہیں کہ آپ غدار ہیں۔ اور جو لوگ پالتے ہیں جو لوگوں کو بیس، بیس سال سے فنڈنگ کرتے ہیں ان کے سامنے ”را“ کا ایجنٹ ہے وہ تو غدار نہیں ہو سکتا ہے اور ہماری ان ایجنسیوں کے سربراہوں نے ان کو پالا ہے جس کو ہم اگر کہہ رہے ہیں تو شاید وہ پھر پاکستانی بن جائیں اور ہم پھر غدار ہو جائیں ہمیں پھر ملک تھوڑنے کی جو ہے الزامات ہم پر لگائے جائیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ کم از کم اس ملک میں دوست اور دشمن کا پتہ ہونا چاہیے یہاں اگر بلوچ رہتے ہیں پشتون رہتے ہیں سندھی رہتے ہیں سب بھائی بھائی ہیں۔ پنجابی رہتے ہیں بھائیوں کی طرح ہونا چاہیے۔ اس میں یہ نہیں ہونا چاہیے کہ جناب چیئرمین! آپ رضا صاحب میں آپ کے پاس آ جاؤں آپ کو ہاتھ جوڑ دوں کہ جی میں پاکستانی ہوں مجھے خدا کے لئے قبول کر لیں اور مجھے ایک سرٹیفکیٹ دے دیں۔ اس طرح یہ امن وامان اس چیز سے خراب ہوتی ہے۔ سب کو ایک ہی نظر سے دیکھنا چاہیے۔ چاہے چھوٹا ہو چاہے بڑا ہو سب بھائی ہوتے ہیں، ایک گھر میں۔ جب ان کا باپ وہ دیکھتا ہے جب تقسیم بھی ہوتی ہے تو برابری کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ یہ بیس کروڑ ہیں، یہ پچاس، اسی لاکھ کی آبادی اور یہ اتنی آبادی ہے، سب کو ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہم بھی یہ چاہتے ہیں اس ملک میں در بدر کی زندگی گزارتے ہیں کچھ نہیں ہے ہمارے صوبے میں نہ تعلیم ہے نہ صحت کیا ریشو ہے ہمارا ایجوکیشن ہی نہیں یہ writ of the State ہونی چاہیے۔ کوئی قبائلی جھگڑا نہیں۔ کسی قبائل کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ پاکستان کے لئے بالکل لڑینگے ہم اس ملک کے لئے۔ جب وقت آئیگا یہ نہیں ہمارے لوگوں نے لڑا ہے اس ملک کو آزاد کروایا ہے۔ آزادی کی جنگ بھی ہم نے لڑی ہے ہم نے۔ شہادتیں بھی ہزاروں کی تعداد میں ہم نے دی ہے جیلیں بھی سالوں سالوں کاٹی ہوئی ہیں اس ملک کے لئے اور اس قوم کے لئے اور اس اوس کے لئے۔ ہم ابھی بھی یہی کرینگے اور اسی طرح کرتے رہیں گے۔ لیکن اس طرح کی جو ہمارے ساتھ جو رویہ ہے اس کو چیلنج ہونا چاہیے اس ملک میں۔ ہماری اس پالیسیوں کو ٹھیک ہونا چاہیے سب کے لئے برابری سطح پر ہونا چاہیے۔ تو پھر کسی کو بھی یہ تشویش نہیں ہوگی کہ جی میں غدار ہوں یا میں پاکستانی ہوں۔ ہم ابھی یہ پروف نہیں کر سکتے کہ ہم کون ہیں کس طرح اپنے آپ کو کہیں۔ ہم ابھی بھی احتیاط کرتے ہیں ہم ابھی بھی اپنی تقریروں میں احتیاط کرتے ہیں کہ خدا نخواستہ ہماری منہ سے ایسی بات نکل نہ جائے یا کہیں چلا جائے اور وہ پتہ نہیں ہمیں کیا کہیں۔ ہم کہتے ہیں ہم اس ملک میں پیدا ہوئے ہیں ہم اس مٹی سے غداری نہیں کر سکتے ہیں کیوں کہ ہم یہاں کے اسی اسمبلی سے ہم تنخواہ لیتے ہیں ادھر ہم نے آئین پاکستان کے تحت

حلف لیا ہوا ہے۔ ہمارا پاسپورٹ یہاں کا ہے ہمارا شناختی کارڈ یہاں کا ہے ہماری شہریت یہیں کی ہے۔ تو ہم کسی اور ملک کا تو نہیں بن سکتے ہیں ہماری قوم ہے افغان ہم فخر کرتے ہیں لیکن ہم اس پاکستان میں رہتے ہوئے اور وہ بات کریں گے یہ تو نہیں ہے کہ میں وہ بن گیا اس ملک کا۔ لیکن اس ملک اور اس مٹی کے ساتھ ہماری وفاداری ہے اور ان لوگوں کے مسئلے بھی اسی طرح حل کر دیئے جائیں۔ جس طرح جانتے ہیں چاہے جدھر بھی بیٹھے ہوئے ہوں جو بھی لوگ ہوں، چاہے وہ پہاڑوں میں ہیں چاہے وہ نیچے ہیں چاہے وہ ریگستانوں میں ہیں چاہے وہ دشت میں ہیں جدھر بھی ہیں بٹھائیں جو جائز مطالبے ہیں سب کے حل کر لیں۔ تو امن آریگا اور ایک خوشحالی آئیگی ایک دوستی بنے گی بھائی چارہ بنے گا یہی سسٹم وہ آگے چلے گا اور ایک پر امن پاکستان ہم بنا سکتے ہیں جب سب قوموں کو برابری کی بنیاد پر اپنے حقوق کی بات کرتے ہیں تو تب یہ پاکستان بن سکتا ہے otherwise تو نہیں بن سکے گا تو پھر یہ جو ملک میں ہمارے اندر مداخلت کریں گے۔ اپنے ایجنٹ۔ ایک ایجنٹ آریگا 100 ایجنٹ اپنے اور بنائے گا تو اسی طرح کرتے ہیں خود تو بم بلاسٹ نہیں کرتے ہیں چاہے یہ جو حسین مبارک ہے جس کا نام بھی اسلامی رکھا ہوا ہے تو یہ خود بم نہیں رکھتا ہے یہ ہمارے لوگوں سے رکھواتا ہے۔ پھر یہ ایک آدمی کے ذریعے پانچ سو اور ایجنٹ بناتا ہے۔ تو جب حق کی بات ہوگی جب انصاف ہوگا تو کوئی بھی ایجنٹ نہیں بنے گا اور کوئی اس ایجنٹوں کو راستہ بھی نہیں دیگا اور اپنا گھر بھی نہیں دے گا ان کو۔ ان کو پناہ بھی نہیں دے گا کیونکہ یہاں ایسا انتشار ہے ان لوگوں کے دلوں میں۔ خوف ہے۔ ڈرتے ہیں۔ تو اس چیزوں کو نکالنا چاہیے جب ایک ایسا امن ماحول ہوگا خوشحالی ہوگی ہماری ادھر داخلہ پالیسی ٹھیک ہوگی تو پھر کسی سے کوئی نفرت نہیں کریگا اور کوئی نہ افغانستان کا ایجنٹ آریگا نہ انڈیا کا آریگا نہ ایران کا آریگا نہ امریکہ آریگا نہ چین کا آریگا نہ کوئی اور آریگا ہم آپس میں رہیں گے کسی کی کیا ضرورت ہے کہ وہ ہمارے پاس آجائیں۔ کیوں یہاں کوئی بندہ وہ بم رکھے گا کوئی اور رکھے گا لیکن یہ پیسوں کا ایک ایسا جنگ ہے ان کو مذہب کا نام دیتے ہیں کبھی قومیت کا نام دے دیتے ہیں کبھی پتہ نہیں کس اقتدار کا مختلف طریقوں سے ہمیں ادھر لڑاتے ہیں۔ یہ تو یہی ایجنٹوں کا کام ہے ہمیں پھر چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں تقسیم کر کے ہماری دشمنیاں بڑھائی گئیں ہمارے پشتونوں میں کتنی دشمنیاں ہیں خدا کرے یہ ختم ہو جائیں یہ کیوں ہو رہا ہے یہ تو باہر سے یہی ایجنٹ آتے ہیں یہ divide and rules وہی فارمولہ ہے جو کرتے ہیں کس کے ذریعے ہوتا ہے ہم 30-40-50 سال پہلے اس پاکستان کی ہسٹری لے لیں کیا ہو رہا تھا ٹھیک ٹاک تھا اب یہ پاکستان روز بروز در بدر ہمارا ملک غرق ہو رہا ہے کس کونے میں امن ہے کس طریقے سے۔ مختلف ناموں سے ہمیں لڑایا جاتا ہے کبھی بلوچ، پشتون کا ہوتا ہے کبھی شیعہ، سنی کا ہوتا ہے آپ پشتونوں یا بلوچوں میں جائیں

آپ کراچی میں جائیں کیا ہو رہا ہے کبھی ادھر مہاجر اور پشتون کی نام پر لڑائی ہوئی سندھی کی نام پر ہوئی جب وہ تھوڑا ٹھنڈا ہو گیا پھر پتہ نہیں دہشتگرد چلے گئے ادھر اس نام سے پھر ادھر جنگ شروع ہوا۔ پختونخواہ میں کیا ہو رہا ہے وزیرستان میں کیا ہو رہا ہے۔ ابھی کچھ امن آ رہا ہے تو اس امن کو ہم لوگ چاہتے ہیں کہ باچا خان کے اس فلسفے کے تحت عدم تشدد کی ضرورت ہے اس ملک میں۔ اس ملک کو ہم تشدد سے ٹھیک نہیں کر سکتے ہیں کوئی بھی بندوق کی زور پر یہاں حکمرانی نہیں کر سکتا ہے۔ یہ ہماری ہزاروں سال پرانی تاریخ ہے آپ لے لیں اس قوم کے اوپر آئے ہوئے ہیں اس نے زبردستی چاہے اس نے 15 سال گورنمنٹ کی ہے چاہے اس نے 20 سال کی ہے لیکن وہ در بدر اس وطن سے نکل کر چلے گئے ہیں۔ شکست ان کا سامنا ہوا ہے۔ کیونکہ وہ ختم ہو گئے وہ۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں ختم ہو گئے وہ اس دنیا سے اس مٹی سے جس سے وہ مٹ گئے تو یہی ہے کہ ہم اس ملک کو خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں۔ امن دیکھنا چاہتے ہیں احتجاج کرنا چاہئے انڈیا سے جس طرح جعفر خان صاحب نے کہا United Nation میں یورپین یونین میں انٹرنیشنل لیول پر اپنا کیس لڑنا چاہیں مضبوطی سے۔ چاہے یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو دکھنا چاہیے کہ ہمارے پاس یہ ثبوت ہیں کہ یہ ایجنٹ آیا ہوا ہے اور ادھر بھی ہم نے دیکھنا ہے کہ اس نے جو طویل عرصہ گزارا ہے اس ایجنسی سے بھی ہمیں وہ بھی پوچھنا چاہیے کہ کیوں ہماری کمزوری ہے کہ ادھر لوگ آتے ہیں ہمیں پتہ نہیں چلتا ہے۔ ہمیں اپنے بارڈرز مضبوط کرنے چاہیں ہمیں کسی کے ملک میں بھی مداخلت نہیں کرنا چاہیے ہمیں یہ نہیں چاہیے کہ انڈیا نے بھیجا ہے تو ہم بھی بھیج دیں۔ یہ غلط ہے اس سے ہم یہ نہیں چاہتے ہیں اس طرح کے رویے نہ وہ ایران کے ساتھ نہ وہ افغانستان کے ساتھ نہ وہ انڈیا کے ساتھ۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایک اچھی سی دوستی کا ہر ایک کے سامنے پھیلائیں، بڑھائیں اور جس طرح بڑھایا ہے اور اسی میں ہمارا خیر ہوگا۔ اور اس نے جو پکڑا جو پاکستان کو یہ وہ اسی فارمولے کے تحت وہ ہوگی تو میں آخر میں پھر اس ایجنسی کو تو شاباش دوں گا جس نے اس کو پکڑا ہے اور اس کی کمزوری کو سامنے لانا چاہیے جو طویل عرصے سے ادھر رہا ہے

اور اس طرح کیوں اندر آیا اور کیوں اسکا ابھی تک پتہ نہیں چلا ہے Thank you

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ڈاکٹر صاحب

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: سر! میں کہتا ہوں کہ ہر پارٹی سے ایک ایک بولے تو زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ سب

کی opinions آجایگا otherwise سب تھکے ہوئے لگتے ہیں۔

جناب چیئرمین: تقریباً وہی کر رہے ہیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر ایگرائیج ٹیکنیشن): بس ہر پارٹی سے ایک ایک کر کے Windup

کردیں

جناب چیئرمین: جی ہاں نواب شاہوانی صاحب۔

نواب محمد خان شاہوانی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر یہ جناب اسپیکر! اس تحریک التوا کی جو حزب اختلاف کے لیڈر مولوی عبدالواسع نے پیش کی ہے میں اپنی پارٹی کی طرف سے مکمل اس کی حمایت کرتا ہوں۔ اور اس کے حوالے سے دوستوں نے کافی تفصیلی بات کی ہے۔ چونکہ یہ بہت بڑی بات ہے، معمولی بات نہیں ہے کہ ایک عرصے سے یہاں یہی کہا جاتا رہا۔ اور ”را“ کا لوٹ ہونے کا سارے معاملات کا ذکر ہوتا رہا لیکن اس بار یہ ثابت ہو گیا کہ ”را“ نے باقاعدہ طور پر بلوچستان میں اور پورے پاکستان میں اپنے نیٹ ورک اور اپنے ادارے کے ذریعے سے بلوچستان میں جتنے بھی، چاہے وہ مذہبی حوالے سے ایک دہشتگردی کا ایک سلسلہ ہو، چاہے بلوچستان میں بلوچ مزاحمت کاروں کے سلسلے کا ہو۔ تو انہوں نے مکمل تعاون کی مدد کی ہے فنڈنگ کی ہے اور باقاعدہ طور پر اس کو وہ کیا ہے۔ تو یہ بات ثابت ہو گئی۔ یہ ایک نئی بات، عجیب بات نہیں ہے یا قابل شکایت یا قابل گلہ بات نہیں ہے، لازمی ہے ہم چاہے چھوٹے سطح سے اس کو کیوں نہ لے لیں علاقائی حوالے سے بھی۔ ہمارے علاقوں میں بھی چھوٹے چھوٹے سطح پر بھی جب دو بھائی ایک دوسرے سے جب ناراض ہوتے ہیں تو لازمی ہے کہ ایک بھائی کا کوئی نہ کوئی مخالف یا کوئی نہ کوئی دشمن اسی انتظار میں بیٹھا رہتا ہے وہ کمزور دشمن جو direct براہ راست اس کے ساتھ خود مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ انتظار میں ہوتا ہے کہ کب اس کا بھائی ناراض ہو اور کب میں اس کے ساتھ جا کر مل کر اس کو اس کے بھائی کے ساتھ لڑاؤں گا پھر اپنا بدلہ اور خواہش پورا کروں گا۔ تو یہ سلسلہ نیچے کی سطح سے ہی۔ اس طرح کے کردار ادا کرنے والوں کو کیا نام دیا جائے وہ لازمی ہے۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسا لفظ غیر اخلاقی کوئی ایسا دریافت ہو جو ہم اس قسم کے کردار ادا کرنے والے کو وہ نام دے دیں۔ ہم خود باقاعدہ اپنے طور پر اگر ہم سوچیں گے ہم سب ایسے جگہوں سے ایسے مسئلوں سے گزر رہے ہیں۔ ہمارا ایک خاندانی معاملہ تھا۔ تو فوراً ایک بہت بڑے طاقت نے ہمارے علاقے کے مجھ سے رابطہ کیا اور کہا کہ حاضر، بندوق، گاڑی، فلاں آدمی۔ تو میں نے اس سے کہا کہ آپ کا بہت شکریہ۔ لیکن یہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے یہ ہمارا مسئلہ ہے ہم خود ایک دوسرے کے ساتھ چاہے جھگڑیں گے، چاہے راضی ہوں گے چاہے جو کریں گے لیکن آپ کی بہت مہربانی۔ آپ کو اگر کرنا ہے تو ہمارے درمیان میں خیر خواہی کا کردار ادا کرنا چاہیئے بجائے کہ آپ مجھ کو سپورٹ کریں یا مجھ کو طاقت فراہم کریں۔ کہ میں بھائی کیساتھ لڑوں۔ اور اس کو آسانی سے مار سکوں۔ تو اس طرح کے کردار بہت سے ہیں۔ اور ہندوستان یہ کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ بات ثابت

ہوگئی۔ ہمارے اداروں کی جو انہوں نے یہ کام کیا لکھوشن دیو کو کہاں سے گرفتار کیا کیسے گرفتار کیا یہ تو ایک بہت بڑی تفصیل ہوگی جو لازمی سامنے آئے گی لیکن یہ تو ثابت ہوگئی کہ وہ گرفتار ہو گیا چار سے پانچ میرے خیال میں اس کے کہنے کے بعد اس کے اور ساتھی بھی گرفتار ہوئے ہیں جو کراچی سے پنجاب سے اور بلوچستان کے مختلف جگہوں سے اس کے کہنے پر اب تک باقی اور کتنے کہاں کہاں ہیں کیا نیٹ ورک ہے اس کا کیا سلسلہ ہے یہ لازمی ہے یہ بہت بڑے سطح پر ہوگا لیکن یہ سلسلہ انشاء اللہ۔ اور میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں ان فورسز کو اداروں کو جنہوں نے ان کو پکڑ لیا نہ جانے کتنے۔ کیونکہ اس میں یہی معلومات آرہے ہیں کہ ان کا سارا سلسلہ اور نیٹ ورک لازمی تھا کہ پاکستان کے خلاف تھا اور اس کے دشمنوں کو سپورٹ کرنا تھا لیکن اصل جو ان کا ٹارگٹ تھا وہ سی پیک تھا جو ”را“ کا یہ جو ان کا سسٹم باقاعدہ طور پر۔ تو ہمارے اداروں کے حوالے سے اگر کبھی کوئی شکایت دوست کرتا ہے تو غلط بات ہے لیکن وہ جو ادارے ہیں ایجنسیز جس کو ہم بولتے ہیں وہ بھی انسان ہیں کوئی فرشتے یا توبہ نعوذ باللہ کوئی اور خائبانہ طاقت نہیں ہیں وہ بھی انسان ہی ہیں۔ ان کے کیا ذرائع ہیں ان کے کیا طریقہ کار ہیں کیا اسٹیٹمنٹ ہے ان کے ساتھ۔ کیا اور طریقہ کار اختیار کرتے ہیں لیکن توبہ نعوذ باللہ خدا نہیں ہیں کہ ہر چیز کی معلومات رکھیں۔ اگر وہ ہر چیز کا معلومات رکھ سکتے تو آج فورسز نہ مرتے آج فوجی ایف سی والے ہمارے پولیس والے ہمارے باقی فورسز وہ خود مارے نہ جاتے۔ اگر ان کو ہر آنے والے ہر ایک کرنے والے یا ہر حملہ کرنے والے یا بم کا پتہ۔ ان کو اگر ہر چیز کا پتہ چلتا رہتا تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ خود اس کا شکار ہوتے یا خود وہ اس کی زد میں آتے۔ تو وہ بھی حتی الوسع جتنا ممکن ہو سکتا ہے لازمی وہ اپنے طور پر ایمانداری سے ہی کام کر رہے ہوں گے ملک ہے ریاست ہے۔ اگر اس طرح ہوتا تو پبلکجم میں ایئر پورٹ کے اندر اتنے پرامن اور اپنے باقاعدہ بہتر نظام اور بہت اصول system کے ہمارے یورپین۔ وہ ایئر پورٹ کے اندر کیسے پہنچا ہوگا کون اس کے ساتھ ملا کس طرح ہمیں کوئی۔ تو یہ سارے اس طرح کی چیزیں ہیں جو کرنے والے ہوتے ہیں وہ بھی 100 فیصد اپنا بندوبست اپنا سلسلہ اپنی system اسی طرح کر کے آتے ہیں کہ وہ جو کام کرنے آئے ہیں وہ کر لیں۔ تو اس طرح کے واقعات۔ لازمی ہے پاکستان اس وقت باقاعدہ ایک عجیب حالت سے گزر رہا ہے ہمیں، ہماری فورسز کو کبھی بھی مطمئن نہیں ہونا چاہیے۔ ہماری عوام کو۔ ہماری فورسز جہاں متعین ہیں یہ تو ہیں، وہ تو ہیں لیکن ہم عوام تو ہر جگہ موجود ہیں ہم بھی اس طرح غافل نہ رہیں اپنے آس پاس کی حالات سے اگر ہم باہر ہوں روڈ پر ہوں کہیں اور مسائل سے ہوں ہم بھی تھوڑی بہت لوگوں کو دیکھیں ان کے چہروں کو دیکھیں ان کے حرکات کو دیکھیں ان کے چہروں کے تاثرات کو۔ تھوڑا بہت تو انسان سمجھ سکتا ہے اس بات کو۔ عوام کے ہی مدد سے ہم

سارے مل کر یہ جو سلسلہ ایک ہم پر چل رہا ہے لازمی۔ ہمیں معلوم نہیں ہے کہ کل ہمارے ساتھ کیا ہوگا۔ کہاں کیا ہوگا کسی کو معلوم نہیں۔ یہ کھڈ کو چہ مستونگ کا ذکر ابھی کیا سردار صاحب نے کسی کے وہم میں نہیں تھا کہ وہاں ایک حادثہ ہوگا۔ لاہور میں پرسوں واقعہ ہوا کسی کے وہم میں نہیں تھا کہ یہاں ہوگا اگر کسی کو معلوم ہوتا تو لازمی بات ہے کہ نہیں ہوتا۔ لیکن انشاء اللہ میں امید رکھتا ہوں کہ ہم باقاعدہ طور پر اس سلسلے سے، جنگی حالت میں گزر رہے ہیں فورسز کی کوششیں کاوشیں اور ہمارے عوام کی اور اس حکومت کی جو باقاعدہ طور پر امن وامان کے لیے تمام تر اپنے جوان کی خاصیت ہے، جوانکی طاقت ہے وہ بروئے کار لا رہے ہیں اور آئندہ ہمارے جتنے بھی ایسے مقامات ہیں جتنے بھی ایسے جگہ ہیں ان کے لیے باقاعدہ طور پر ہم عوام سے بھی امید کرتے ہیں کہ کبھی ان کو ایسا کچھ نظر آئے تو اس میں غفلت نہ کریں یا شک و شرم کرنے کی وہ نہ کریں باقاعدہ طور پر اس کے بارے میں اطلاع کرنے کے یا ایسے کرنے کی ضرورت کو پیش کریں۔ کیونکہ ہم اس وقت تک مطمئن حالت میں نہیں رہیں کہ ہم باقاعدہ طور پر پر امن سو فیصد سمجھیں کیونکہ سو فیصد کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ سو فیصد ہم اپنی فورسز اور اداروں پر بھی وہ نہیں کر سکتے کیونکہ وہ بھی انسان ہیں۔ تو بہر حال انشاء اللہ اس نیٹ ورک کے پکڑے جانے کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں فرق تو لازمی پڑے گا جو بقایا ہوں گے ان کو تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہمارا بندہ پکڑا گیا ہے وہ بھی ادھر ادھر ہو جائیں گے جو بھی ان کے پلان اور عزائم پہلے سے موجود تھے ان پر ضرور اثر پڑے گا تو یہ سلسلہ انشاء اللہ چلتا رہے گا اور اسی طرح انکی کڑوٹتی رہے گی اور ہم خود یہ ضرور سوچیں کہ ہم اگر اپنے بھائی سے کوئی باپ سے ناراض ہوتا ہے باپ بیٹا ناراض ہو جاتے ہیں تو وہ ایک دن خوش ہوں گے۔ تو ان کا منہ کالا ہو جاتا ہے کہ باپ کو بیٹے کے مقابلے میں طاقت دیتا ہے اور بھائی کے مقابلے میں بھائی کو مدد فراہم کرتا ہے اور طاقت فراہم کرتا ہے وہ اور اس بھائی کو شرم ضرور آنا چاہیے کہ میں اگر اپنے بھائی کے ساتھ اپنے حق کے لئے جائز حق کے لئے یہ جھگڑا کروں گا تو اپنے ہی بل بوتے پر ہی کروں اتنا بے شرم نہیں ہو جاؤں کہ کسی کا فریا کسی ہندو کی مدد لے لوں، اور اس کی مدد لے کر کے میں اپنے بھائی کے ساتھ لڑوں میں اپنے جائز حقوق کے لئے ہمارا یہ فورم یہ پارلیمنٹ سب سے بہتر جگہ ہے۔ اپنے حقوق کی جدوجہد کے لئے اپنے عوام کی جدوجہد کے لئے اپنے صوبے کے لئے۔ اس جگہ پر آ کر کے اپنے حقوق کے لئے ہم سب کو جھگڑنا چاہیے ہمیں بات کرنی چاہیے اور ہمیں اسی کے ذریعے سے اپنے سارے مسائل کو حل کرنا چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ صرف ایک آخری اسپیکر، نہیں سب کی نمائندگی ہو گئی ہے صرف ایک مسلم لیگ کی نمائندگی رہتی ہے۔ آپ کی طرف سے آغا صاحب نے بات کی ہے صرف عاصم کرد صاحب رہتے

ہیں۔ مختصراً پہلے وہ گفتگو کر لیں پھر آخر میں ڈاکٹر حامد صاحب۔ جی گیلو صاحب۔

میر محمد عاصم کردگیلو: مہربانی جناب چیئر مین صاحب! جو آپ نے مجھے موقع دیا جو ہمارے لیڈر آف اپوزیشن کی تحریک التوا نمبر ایک پر۔ اسپیکر صاحب! یہ کافی اہم معاملہ ہے کافی عرصے سے اخباروں میں میڈیا میں اس اسمبلی میں یہ آواز گونج رہی تھی کہ یہاں جو دوسرے ممالک کی ایجنسیاں ہیں وہ involved ہیں۔ اس سے پہلے بھی 1970ء کی دہائی سے لیکر کے آج تک یہی سنتے آ رہے ہیں کبھی ہم سن رہے تھے کہ ایشیا کی ادھر ایجنسیاں involved ہیں کبھی افغانستان کی کبھی آپ کی اسرائیل کی، تو اسپیکر صاحب! یہ آج پہلی دفعہ ہے کہ حاضر آفیسر جو ”را“ کا ایجنٹ تھا وہ گرفتار ہوا ہے اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ پاکستان کے شہروں میں ساری جگہوں پر ہم سن رہے تھے اخباروں میں میڈیا میں یہ آ رہا تھا کہ ہم نے ایجنٹ گرفتار کیئے۔ اور اُس کے بعد جو تحقیقات ہوتی تھی اُس میں ہمیں کچھ پتہ نہیں چلتا تھا کہ ایجنٹوں کا جو بیرونی ملک کے ایجنٹ تھے۔ تو ادھر یہ ایجنسیاں ہمیشہ سے جو ہمارے منتخب نمائندے ہیں وہ بھی کہہ رہے تھے جو آج ہمارے دوستوں نے اسپینج کی وہ کہہ رہے تھے کہ یہ involved ہیں اور یہ پہلی دفعہ ہے جو وہ حاضر آفیسر ہے ”را“ کا۔ جناب چیئر مین صاحب! میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں اس اسمبلی کے توسط سے کہ اس کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ یہ کب پاکستان میں داخل ہوا تھا اس کے تعلقات کہاں کہاں تھے۔ اس کے رابطے یہاں کہاں تھے۔ وہ یہاں رہائش پذیر کس کے ساتھ تھا اور کس کے لئے کام کر رہا تھا۔ یہ ساری تحقیقات اس کی ہونی چاہیے۔ اور جہاں سے یہ پیسے آتے تھے کس کے ذریعے سے آتے تھے۔ اور کہاں خرچ ہو رہے تھے۔ یقیناً اسپیکر صاحب جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں اس بلوچستان میں اس ملک میں اور انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جو کل کا واقعہ ہوا تھا لاہور میں وہ بھی انتہائی المناک واقعات تھا بچے، بوڑھے، جوان سارے بے یک جنبش وہ اڑ گئے۔ وہ بیچارے آئے تھے سیر سپاٹے کے لئے وہاں سمو سے اور چھو لکھانے کے لئے اُن کی دلوں میں کیا حسرت تھی اور وہاں المناک بھیا نک جو دھماکہ ہوا اُسکے وہ شکار ہو گئے۔ اسپیکر صاحب! آپ نے بھی بلوچستان میں دیکھا ہوگا 1970ء سے پہلے کی دہائی میں یہ دہشتگردی بالکل نہیں تھی۔ یہاں لوگ جتنے بھی اقوام ہیں چاہے ہمارے پشتون، بلوچ، سیٹلرز، ہمارے اہل تشیع برادری ساری آپس میں بھائیوں کی طرح رہ رہی تھی۔ اور جب سے یہ involvement ایجنسیوں کی آئی ہے تو ساروں کو divide کیا ہے علیحدہ کیا اور ان کو آپس میں لڑایا گیا۔ آپ دیکھیں ابھی کتنی تنظیمیں بنی ہیں۔ یہ کس دور میں بنیں کس کے کہنے پر بنیں آپ کو بخوبی اس کا علم ہوگا۔ اور میں سمجھتا ہوں جب تک مداخلت ان ایجنسیوں کی ختم نہیں ہوگی تو یہاں امن بھی ناممکن ہوگی۔ جب تک ان کی مداخلت ختم نہیں ہوگی تو معاملات جوں کے توں رہیں

گے۔ میں یہ اسمبلی کے توسط سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جو ”را“ کا ایجنٹ ہے یا دیوبھوشن اس کوملٹری کورٹ میں آپ کے terrorist court میں اس کی سرعام hearing کی جائے اور جو تقریرات پاکستان میں اس کی سزا ہے اُسکو سزا دی جائے تاکہ آئندہ کوئی ایجنٹ بن کر کے یہاں بلوچستان اور پاکستان کا رخ نہیں کرے۔ اسپیکر صاحب! آپ نے دیکھا ہوگا ہمارے کونٹہ میں بھی ایسے المناک دھماکے ہوئے اور ان دھماکوں کے پیچھے بہت سے عناصر کا فرما تھے اور میں آپ کو مثال دوں گا آج لاہور میں واقعہ ہوا تقریباً 173 افراد وہاں شہید ہو گئے اور کونٹہ میں بھی ایک دھماکہ ہوا نواب محمد اسلم ریسانی کی وقت میں وہاں ایک منتخب حکومت کو برخاست کیا گیا اور گورنر راج لگایا گیا۔ یہ تو اُس کڑی کی سازشیں ہیں کہ بلاسٹ کرنے کے بعد اس منتخب حکومت کو ختم کرنے کی سازش کی گئی اور جو آج کا واقعہ ہوا ہے میں سمجھتا ہوں یہ بھی ایک سازش ہے۔ جتنے بھی بلاسٹ ہو رہے ہیں ہمارے بلوچستان میں ہمارے پاکستان میں یہ سارے کے سارے ایک سازش کے تحت ہو رہے ہیں۔ اگر ان کو روکا نہیں گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ آنے والا وقت بہت مشکل ہوگا۔ اور یہ جو arrest ہوا ہے جس ایجنسیوں نے اسے arrest کیا ہے میں ان کو appreciate کرتا ہوں انہوں نے اچھا کیا ہے اس کے بعد اس کے جو پس منظر جو محرکات تھے اُن کو عوام کے سامنے لایا جائے۔ شکر یہ جناب چیئر مین صاحب۔

جناب چیئر مین: شکر یہ گیلو صاحب۔ میرے خیال میں سب ہی نے اس تحریک التوا پر سیر حاصل گفتگو کی ہے ہر پارٹی کی جو نظر تھی وہ ہمارے سامنے آگئی ہے۔ تو میرے خیال میں اس کو جیسے کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ میں آ رہا ہوں آپ کی طرف۔ اس کو اگر ہاؤس کی منظوری سے اور جیسے کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ایک resolution ایک قرارداد کی صورت میں اگر ہم اس کو پیش کرتے ہیں اور مذمتی۔۔۔ (مداخلت) انہوں نے خود پیش کی ہے۔ If you agree, that is ok?۔ اس کو ایک متفقہ قرارداد کی صورت میں لے کر کے آتے ہیں کیونکہ سب ہی نے تحریک التوا پر بات کی ہے اور condemn کی ہے سب ہی نے۔ ڈاکٹر حامد صاحب آپ کو دو منٹ دیئے جاتے ہیں اس کو آپ پلیز۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): شکر یہ جناب چیئر مین! میں ریکوریٹ کروں گا کہ یہ بہت بڑا اہم ایشو ہے۔ میری طرف سے اور میری پارٹی کی طرف سے اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ میڈیا والوں سے ریکوریٹ کروں گا کہ یہ ایک بہت بڑا اہم موضوع اور ایشو ہے اس کو کم از کم کسی حد تک کوریج دی جائے۔ سب سے پہلے تو آپ کو اس کرسی پر دیکھ کر کے بڑی خوشی ہوئی۔ میرا تعلق اُس پارٹی سے جسے پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کہتے ہیں ہم اس sectarianism کے خلاف نکلے اور اُس جمہوریت کو سلام کرتے ہیں جس

نے ایک sectarianism کے مقابلے میں آپ کو ادھر بٹھایا ہے۔

جناب چیئرمین: Thank you.

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: پنڈی کا واقعہ ہے دہشتگردی کا میں اپنی طرف سے اپنی پارٹی کی طرف بدترین الفاظ میں اس کی مخالفت اور condemnation کرتا ہوں۔ جس طرح ہم دہشتگردی کو ہر حالت میں ہر صورت میں ہر رنگ میں اس کو condemn کرتے ہیں۔ ایک بہت بڑا سانحہ پاکستان میں ہو رہا ہے کہ جو بھی protests ہو جو بھی معاملہ ہو وہ سب سے قابل قدر اس کے لئے ہم نے ستر سال میں بڑی قربانیاں دی ہیں یہ پارلیمنٹ ہاؤس میں۔۔۔ (مداخلت)

سردار عبدالرحمن کھیتراں: جب تک ڈاکٹر صاحب تقریر کرتے ہیں کچھ ساتھی اور بی بی شاہدہ ہوں، اور ہم اس کو قرارداد کی صورت میں بنا کر کے لے آئیں۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: نہیں اس کو میرے خیال میں جناب چیئرمین صاحب اس کو دوبارہ لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔
سردار عبدالرحمن کھیتراں: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب آپ تشریف رکھیں۔ already اس میں include ہے۔ So

there is no need.

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: بینک جمہوریت ہے۔ blue area میں دھرنادے دیں۔ آپ پارہ پر دے دیں کدھری اور دے دیں۔ کہ سیدھا پارلیمنٹ پر حملہ آور ہونا یہ پوری دنیا میں پاکستان کی تضحیک ہو گئی ہے۔ کہ جو کچھ بھی ہے احتجاج کی جگہ پارلیمنٹ ہے۔ جو سولہ کروڑ عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں وہ جو احتجاج کر رہے ہیں ان کی بھی نمائندگی کر رہے ہیں۔ رہ گئی یہ بڑے مبارک ہو، 18th amendment کو۔ سپریم کورٹ کی جمنٹ کو، پاکستان کے عوام کو جمہوریت سے لگاؤ پر کہ بڑے عرصے بعد ستر سال بعد ایک انڈین Spy کو ہم لوگوں نے پکڑا ہے اُس کے ساتھ وہی ہونا چاہئے جو کہ کسی spy کے ساتھ ہونا چاہئے۔ پاکستان کے قانون کے تحت ہم اس کو condemn کرتے ہیں۔ لیکن یہاں تو پشتون بلوچ سندھی بیچارے سب غدار ہیں ہندوستان اور افغانستان فلاں کے ایجنٹ ہیں جس پر حرف آخر سپریم کورٹ کی جمنٹ نے مشرف کے 2 فروری کی جمنٹ پر لگایا کہ پاکستان میں چار بندے ہیں ایوب خان، یحییٰ خان، ضیاء الحق اور مشرف جنہوں نے پاکستان کے آئین کی مخالفت کی ہے تو یہی ہیں وہ باغی آئین کے اور پاکستان کے۔ میں تو نہیں کہوں گا کہ غدار۔

ورنہ جو پشتون ماگلتا تھا وہ غدار ہوتا تھا جو ووٹ ماگلتا تھا وہ غدار تھا جو پارلیمنٹ اور جمہوریت ماگلتا تھا وہ غدار تھا اور اس کے لئے ہم نے ہزاروں سال خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی عدم تشدد کی پالیسی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے باچا خان کے اُس پر ہم نے اس مرحلے کو اس 2 فروری کی تجنٹ تک لے آئے۔ ملک میں نہ اسمبلی غدار نکلی نہ پشتون اور نہ بلوچ اور نہ سرانیکس نہ کوئی پنجابی نکلی۔ جب یہ تجنٹ آئی تو سب سُرخڑ ہوئے۔ جنرل جنہوں نے آئین کی تضحیک کی ہے وہ جنرل جو 15 مئی کو انسانوں کا دن میں، دن دیہاڑے پوری دنیا کے کیمبرے کے آنکھ کے سامنے لوگوں کا قتل عام کر رہے تھے اُن ایم کیو ایم کے کرتے دھرتے اور شام کو جنرل صاحب بازو لگا کے کہ دیکھیں عوام کی طاقت اور فلاں فلاں۔ اُس کے بعد وکیلوں کو جلایا گیا۔ تو اس کی انکوآری ہونی چاہیے یہ 12 مئی کا واقعہ اور وہ زندہ جلانا اور یہ مشرف پر چین اُس کے ساتھ چل رہا تھا یہ ایک symbol ہے۔ کہ یہ چار پاکستان کے غدار ہیں۔ اور یہ کہ ضیاء الحق مشرف اور یہ کرنل امام، نصیر اللہ بابر افغانستان میں کیا کر رہے تھے۔ یعنی دن دیہاڑے ہزاروں کی تعداد میں وہ spy نہیں تھے وہ اُس ملک میں مداخلت نہیں کر رہے تھے؟ بات یہ ہے کہ اس پر consensus آنا چاہیے کہ عدم مداخلت اور خواہ وہ افغانستان میں ہو ہندوستان میں ہو پاکستان میں ہو ایران میں ہو۔ ان کا ایک دوسرے میں ہو، اس مداخلت کو بدترین الفاظ میں condemn کرتے ہیں اور وہ ہم گئے تھے جناب اسپیکر! انڈونیشیا وہاں ان کی تنظیم تھی کہ جی ہمارا لاکھوں ڈالرز اور اربوں ڈالرز کا کاروبار ہے نیوزی لینڈ کے ساتھ۔ اربوں ڈالرز کا آسٹریلیا کے ساتھ ملائیشیا کے ساتھ چائنا کے ساتھ۔ اور ہم نے آپس میں دیکھا تو ہمیں تو دشمنی ہی دشمنی اپنے ہمسائے کے ساتھ، افغانستان کے ساتھ، ایران کے ساتھ، ہندوستان کے ساتھ۔ ابھی ہم عدم مداخلت پر مطالبہ کریں گے۔ پھر اچھے تعلقات کا کریں گے، اُس کے بعد ڈیڈ کیلئے کریں گے، یورپ دو جنگیں عظیم لڑی، کروڑوں لوگ مارے گئے، زخمی ہوئے، ابھی ایک آدمی اسپین میں گاڑی میں بیٹھ کے scandinavian countries میں آجاتا ہے تو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ تو ہم بھی یہ کر سکتے ہیں کہ کابل میں بیٹھ کے اسلام آباد آئیں، اسلام آباد سے بیٹھ کے دہلی، دہلی سے بیٹھ کے تہران جائیں، امن کی ضرورت ہے، دہشتگردی کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اُس کا مقابلہ صرف اور صرف جمہوریت سے ہو سکتا ہے، پارلیمنٹ کی بالادستی۔ ورنہ یہ spy کی بدترین الفاظ میں ہم اسکو condemn کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ یہ ہمارے ملک میں مداخلت ہے۔ لیکن وہ terrorism جو ہم کرتے چلے آ رہے ہیں، یہ 18 amendment سے پہلے جدھر بھی کبھی کوئی حادثہ ہوتا یا کوئی دہشتگرد پکڑا جاتا تو وہ کہتا تھا کہ میں نے پاکستان میں ٹریننگ کی ہے۔ how is Pakistan کوئی اس بدنامی سے جان خلاصی کرتے۔ تو

عدم مداخلت، جمہوریت، آئین کی بالادستی اور یہ 70 سال کے بعد جو ہماری فوج اور elected government، دہشتگردی کے خلاف ہم پلہ جدوجہد کر رہے ہیں ہم بڑے مشکور ہیں لیویز، پولیس، اور ایف سی اور اپنی ملٹری کی اور عوام الناس کے، as Party, as provincial government ہم اس اقدام کو سپورٹ کرتے ہیں کیونکہ یہ terrorism کے خلاف ہیں۔ تو terrorism جس رنگ میں ہو ہم اُسکو condemn کرتے ہیں اور اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔ thank you

جناب چیئرمین: Thank you ڈاکٹر صاحب۔ بالکل دہشتگردی چاہے جس صورت میں بھی ہو چاہے کسی کے ساتھ بھی linked ہو، چاہے اُسکو کسی بھی ملک سے سپورٹ حاصل ہو رہی ہو، ہم اُسکو condemn کرتے ہیں۔ یہ پورا ہاؤس اس کو condemn کرتا ہے۔ اور اس تحریک التوا کو متفقہ قرارداد کی شکل دی جاتی ہے اور منظور کی جاتی ہے۔ اور اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ یکم اپریل شام 4 تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے (اسمبلی کا اجلاس شام 7 بجکر 25 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

